﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20

جمعۃ المبارک 07/جون 2013ء

27/رجب 1434 ہجری قمری ❁ 07/احسان 1392 ہجری شمسی

شمارہ 23

اللہ کی نظر دلوں پر ہے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے۔ اس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال پر ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلہ باب تحریم ظلم المسلم حدیث نمبر 4651)

اگر ناموسِ رسالت کے لئے کھڑا ہونا ہے اور حقیقی مسلمان ہیں تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ ناموسِ رسالت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا اور آپؐ سے محبت ہے۔ اس کا صحیح طریق سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔ پس اگر حقیقی محبت کا اظہار کرنا ہے تو اُس کے ساتھ جڑنا ضروری ہے۔

اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کے لئے جس جری اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ناموسِ رسالت یہ نہیں کہ گھر بیٹھے باتوں کے تیر چلائے جائیں۔ ناموسِ رسالت کے نام پر کمزوروں اور کلمہ گوؤں کو بہیمانہ طور پر ظلم کا نشانہ بنایا جائے بلکہ اسلام کی اصل خدمت اور غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کیا جائے۔ پس اس کام کو دنوں سے خاص کر کے یا سال میں محدود کر کے کبھی نہیں کیا جا سکتا۔

حُبِّ پیمبری کا دعویٰ ہے تو ہر دن اور ہر لمحے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے صَرف کرنا ہوگا اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کے ہر فرد کے سپرد کیا ہے۔

اے مسیح محمدی کے ماننے والو! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کی لَو کو 2012ء کی اس آخری رات میں بھی روشن کر دو اور پھر اس کو کسی سال تک محدود نہیں رکھنا بلکہ ہر سال اور ہر دن اُس وقت تک اُسے روشن رکھنا ہے جب تک کہ یا زندگی ختم ہو جائے یا تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جائے۔

یاد رکھیں ہماری فتوحات کے لئے دعاؤں کی شرط خدا تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہے۔

پس دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس سال کو الوداع اور نئے سال کا استقبال دعاؤں کے ساتھ کرے۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ اظہار آپؐ پر درود بھیجنے میں ہے۔

جلسہ سالانہ قادیان 2012ء کے موقع پر مسجد بیت الفتوح لندن سے مورخہ 31/دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِيْرًا۔ (الاحزاب:41-42)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِيْرًا۔ (الاحزاب:46تا48)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (الاحزاب:57)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جیسے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاھد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا

ہے اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کردینے والے سورج کے طور پر، اور مؤمنوں کو خوشخبری دے دے کہ یہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اُس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

گزشتہ دنوں ایک خبر یہ آئی کہ علماء اور مجلس ختم نبوت نے فیصلہ کیا ہے کہ سال 2013ء پاکستان میں ناموسِ رسالت کے سال کے طور پر منایا جائے۔ یہ عجیب عشقِ رسول ہے کہ ایک سال آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کردیا اور بس۔ اور اس سال میں بھی کیا ہوگا؟ اس سال میں بھی وہی کچھ ہوگا جو یہ نام نہاد علماء ناموسِ رسالت اور مذہب کے نام پر اب تک کرتے آئے ہیں۔ یعنی اپنے مفادات کے لئے، اپنی انانیت کی تسکین کے لئے مجبوروں اور مظلوموں کا مذہب اور ناموسِ رسالت کے نام پر خون۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ ناموسِ رسالت کے نام پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا اُس کے نام پر ظلم و بربریت۔ لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی جب ڈھیلی ہوتی ہے تو پکڑ بھی بڑی سخت آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے دین اور پیارے رسول کے نام پر ظلم و بربریت کیا جائے تو اللہ تعالیٰ مستقل چھٹی نہیں دیتا۔ ایک وقت آتا ہے جب یہ ظلم و تعدی کرنے والے خدا تعالیٰ کی گرفت میں آجاتے ہیں۔ پس یہ نام نہاد ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے نام پر قائم کی گئی تنظیمیں خدا تعالیٰ کی ڈھیل کو اپنی کامیابی نہ سمجھیں، نہ ہی اُسے خدا تعالیٰ کی رضا سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا تو رحمۃ للعالمین کے اسوہ پر عمل کرنے پر ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا تو اُس کے دین کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے میں ہے، نہ کہ مذہب کے نام پر خون میں۔

پس آج جو لوگ ناموسِ رسالت کے نام پر غیر مسلموں کے حقوق غصب کررہے ہیں یا اپنے مفادات کی تسکین کے لئے توہینِ رسالت کا الزام لگا کر کسی کو بھی مجرم بنا کر قتل و غارت گری پر تلے ہوئے ہیں وہ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوہ کے خلاف چل کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور پھر اپنے ظلم کی انتہا کو یہاں تک لے گئے ہیں کہ جو امام اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق بھیجا ہے، اُس کا نہ صرف انکار کررہے ہیں بلکہ اُس کے لئے دریدہ دہنی اور ظلموں کی حدوں کو بھی چھونے لگے ہیں۔ اُس کے ماننے والوں پر ظلموں کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں۔

پس یاد رکھیں، اپنے عمل سے یہ ظلم و بربریت کرنے والے ناموسِ رسالت نہیں کررہے۔ اُن کا عمل کسی طور بھی ناموسِ رسالت کرنے والوں میں شمار نہیں ہوسکتا بلکہ توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کے خلاف مغلّظات بک کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہے ہیں۔ قرآنِ کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس میں دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے اس اِنذار کو بھول جاتے ہیں کہ وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (الاعراف:184)۔ اور میں اُنہیں مہلت دیتا ہوں۔ یقیناً میری پکڑ بہت سخت ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا خوف کریں اور توبہ اور استغفار کریں۔ یاد رکھیں کہ اگر ناموسِ رسالت کیلئے کھڑا ہونا ہے اور حقیقی مسلمان ہیں تو ایک سال نہیں بلکہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ ناموسِ رسالت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس کا بہترین طریقہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا اور آپؐ سے محبت ہے۔ وہ حقیقی محبت ہے صرف نام کی محبت نہیں۔ اس کا صحیح طریق سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔ پس اگر حقیقی محبت کا اظہار کرنا ہے تو اُس کے ساتھ جڑنا ضروری ہے۔ آپ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کس طرح سمجھا اور مقامِ ختم نبوت کیا ہے؟ دنیا کے تمام ادیان پر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری کس طرح ثابت کرنی ہے؟ یہ سب کچھ اُس سے پتہ چل سکتا ہے جس کو زمانے کا امام بنا کر خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا تھا۔ جس کا اوڑھنا بچھونا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پس یہ بات بتانے کے لئے کہ کس طرح عشق و محبت کے یہ اظہار امام الزمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کئے، مَیں نے آج چند حوالے لئے جو جہاں احمدیوں کے لئے ازدیادِ ایمان اور مقامِ خاتم الانبیاء کا علم و عرفان دلانے والے ہیں، وہاں اگر کوئی غیر احمدی نیک فطرت اس کو سُن لے تو اُسے بھی مقامِ محمدیت کی حقیقی تصویر دکھانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور زمانے کے امام مسیح الزمان اور مہدی دوران کے بارے میں نام نہاد علماء کی طرف سے پیدا کی گئی غلط فہمیوں کو دور کرنے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی حیثیت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں؟ سب سے بڑا الزام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا کرتے ہیں اور ہم نام نہاد ناموسِ رسالت کے دیوانے یہ کبھی برداشت نہیں کرسکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآنِ شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآنِ شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41) کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اُس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں‘‘۔ (یعنی پھر کفر لازم نہیں آتا) ’’مگر مَیں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانُہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں، جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے، اُن کو میں بوجہ مأمور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا‘‘۔ (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور رسول کہا ہے تو مَیں کس طرح مخفی رکھوں۔) ’’لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرْسَل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی مَیں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں، یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا وَسَیِّدِنَا اِنِّیْ نَبِیٌّ اَوْ رَسُوْلٌ عَلٰی وَجْہِ الْحَقِیْقَۃِ وَالْاِفْتِرَآءِ وَتَرَکَ الْقُرْاٰنَ وَاَحْکَامَ الشَّرِیْعَۃِ الْغَرَّآءِ فَھُوَ کَافِرٌ کَذَّابٌ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہِ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کردے گا۔ پس بلا شبہ وہ مسیلمہ کذّاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآنِ شریف کو مانتا ہے‘‘۔

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 27-28 حاشیہ)

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآنِ شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41) سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے تو تمام تارو پودِ اسلام درہم برہم ہوجاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ’’حضرت عیسیٰ نبوت سے معطل ہوکر آئے گا‘‘، نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہوسکتے ہیں؟ پھر کونسا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے؟ غرض قرآنِ شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرما کر اس امر کا فیصلہ کردیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ اور اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث ’’اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ‘‘ اور صحیح مسلم کی حدیث ’’فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ‘‘ جو عین مقامِ ذکر مسیح موعود میں ہے، صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا‘‘۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 217-218۔ حاشیہ)

پھر اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کہ ہر ایک فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر موقوف ہے، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں‘‘۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 213)

وہ وحی جو اتّباع کا نتیجہ ہے، کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر شریعت والی نبوت یا نبوّت مستقلہ منقطع ہوچکی ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہوگئی اور معجزات نابود ہوگئے اور اُن کی اُمّت خالی اور تہ دست ہے۔ صرف قصّے اُن لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ اُمّت جو شرفِ اِتّباع سے مشرف ہیں، ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرتِ عزّت موجود ہے‘‘۔

(چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 351)

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی طرف اشارہ فرما رہے ہیں)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ روحانی کی کشش بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ ایک حُسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع اُن کے متعلق فوت نہ ہو......۔

دوسرا حُسن انسان کی پیدائش میں حُسن بشرہ ہے۔ ......لیکن یہ حُسن جو روحانی حُسن ہے، جس کو حُسنِ معاملہ کے ساتھ موسوم کرسکتے ہیں، یہ وہ حُسن ہے جو اپنی قوی کششوں کے ساتھ حُسن بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے (یعنی کہ ظاہری حُسن سے چہرے مہرے کے حُسن سے بہت بڑھ کر ہے۔) کیونکہ حُسنِ بشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا جو جلد زوال پذیر ہوجائے گا اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی‘‘۔ (عارضی حسن جو انسان کا ہوتا ہے وہ تو ایک وقت میں آکے ختم ہوجاتا ہے) ’’لیکن وہ روحانی حُسن جس کو حُسنِ معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے، وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اُس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور قبولیتِ دعا کی بھی درحقیقت فلاسفی یہی ہے کہ جب ایسا روحانی حسن والا انسان جس میں محبتِ الٰہیہ کی روح داخل ہوجاتی ہے، جب کسی غیر ممکن اور نہایت مشکل امر کے لئے دعا کرتا ہے اور اُس دعا پر پورا پورا زور دیتا ہے تو چونکہ وہ اپنی ذات میں حُسنِ روحانی رکھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے امر اور اذن سے اس عالم کا ذرہ ذرہ اُس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ .... تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعاً ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اُس کی دعائیں اُن تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے‘‘۔ (جیسا کہ مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے) ’’پس غیر معمولی باتیں جن کا ذکر کسی علم طبعی اور فلسفہ میں نہیں اس کشش کے باعث ظاہر ہوجاتی ہیں اور وہ کشش طبعی ہوتی ہے۔ جب سے کہ صانع مطلق نے‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ نے) ’’عالمِ اجسام کو ذرّات سے ترکیب دی ہے، ہر ایک ذرّے میں وہ کشش رکھی ہے اور ہر ایک ذرّہ روحانی حُسن کا عاشقِ صادق ہے۔ اور ایسا ہی ہر ایک سعید روح بھی، کیونکہ وہ حُسن تجلّی گاہِ حق ہے‘‘۔ (ایسا روحانی حُسن جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کو دکھانے والا ہے) ’’وہی حُسن تھا جس کے لئے فرمایا گیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (البقرۃ: 35)۔ اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اس حسن کو شناخت نہیں کرتے۔ مگر وہ حُسن بڑے بڑے کام دکھلاتا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات ،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر250

مکرمہ غزلان الباش عالم صاحبہ(4)

گزشتہ تین قسطوں میں ہم نے مکرمہ غزلان الباش عالم صاحبہ کی ایم ٹی اے سے تعارف کے بعد مختلف رؤیائے صالحہ کے ذریعہ جماعت کی طرف راہنمائی اور بیلجیم میں جماعت احمدیہ کے مرکز میں پہنچنے تک کے واقعات کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات پیش ہیں۔وہ بیان کرتی ہیں:

رؤیا پورا ہوگیا

بیلجیم میں مرکزِ جماعت میں پہنچ کر ہم نے ایک جگہ عورتوں کو جاتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلی گئیں۔اس وقت وہاں نماز کے لئے مختص 20 مربع میٹر کا ایک چھوٹا اور سادہ سا کمرہ تھا جس میں نہ کوئی ڈیکوریشن تھی اور نہ ہی فن تعمیر کا کوئی نمونہ۔ہم اس کمرہ میں داخل ہوئیں تو کسی قسم کی کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوئی بلکہ یہ بھی نوٹ نہ کیا کہ ہمارے علاوہ وہاں سب عورتیں ہی پاکستانی ہیں۔یہاں پر میرا پہلا رؤیا نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہوا جس میں مَیں نے دیکھا تھا کہ میں ایک ایسی ٹرین میں سوار ہوں جو کعبہ کی طرف جارہی ہے لیکن جب میں ساتھی مسافروں سے مختلف زبانوں میں بات کرتی ہوں تو کسی کو کچھ سمجھ نہیں آتی بالآخر ایک عورت دو تین انگریزی کے الفاظ سے مجھے کچھ سمجھانے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔بعینہٖ ایسے ہی ہمارے ساتھ مرکزِ جماعت بیلجیم میں ہوا۔ایک تو وہاں عورتوں کی تعداد کم تھی دوسرے ان میں سے کوئی بھی میری زبان نہ سمجھتی تھی۔پھران میں سے ایک نے جرأت کرکے دوتین انگریزی کے الفاظ بولے تو ہم نے اسے کہا کہ آپ ہمیں یہاں پر کسی ذمہ دار شخص کے پاس لے چلیں۔وہ ہمیں ایک دفتر میں لے آئی جہاں کچھ انتظار کے بعد ایک پاکستانی نوجوان آیا جس کا نام اسماعیل تھا جو کہ فرنچ زبان بولتا تھا۔یہ جان کر ہماری ہرقسم کی پریشانی دور ہوگئی۔ہم نے پہلے تو اسے ایم ٹی اے کی نشریات بند ہونے اور اس کے دوسری فریکوئینسی پر منتقل ہونے کا شکوہ کیا اوراسے بتایا کہ اس کی وجہ سے ہمیں کس قدر مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ہم اس کے ساتھ ایسے بات کر رہے تھے جیسے وہی اس کا ذمہ دار ہو۔وہ بار بار معذرت کرتا اور ہماری تکلیف پر افسوس کا اظہار کرتا رہا۔آخر پر اس نے پوچھا کہ تم احمدیت کے بارہ میں کتنا جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ کچھ بھی نہیں۔چنانچہ وہ گیا اور دو کتابیں لے آیا ایک میرے لئے اور ایک میری والدہ کے لئے۔(رؤیا میں بھی ہمیں دو کتابیں ہی دی گئی تھیں ایک میرے لئے اور دوسری میری والدہ کے لئے۔)

بیعت

اسماعیل جب ہمارے لئے کتابیں لایا تو اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ بھی تھا۔ہمارے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ جماعت کے بارہ میں اچھی طرح جان لینے کے بعد آپ چاہیں تو اس بیعت فارم کو پُر کرکے آپ جماعت میں شامل ہوسکتی ہو۔ہم نے پوچھا کہ بیعت کیا ہوتی ہے؟اس نے بتایا کہ اس کا مطلب ہوگا کہ آپ امام آخرالزمان پر ایمان لے آئی ہیں اور ان کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلی ہے اور اب باضابطہ طور پر اس کی جماعت کا حصہ بن گئی ہیں۔ہم نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے ہیں ہمیں کسی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔یہ کاغذ ہمیں دو اور ہم ابھی ان کو پُر کرکے اس مبارک جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔وہ لڑکا یہ دیکھ کر حیران تھا کہ نہ انہیں جماعت کے بارہ میں علم ہے نہ یہ جاننے کے لئے وقت لینا چاہتی ہیں پھر بھی صدق دل سے بیعت کرنے پر مصر ہیں۔شاید کسی اور کو تو حیرت ہو لیکن ہمیں تو جیسے کئی دنوں سے صرف اسی چیز کی تلاش تھی۔چنانچہ ہم نے جنوری 2011ء میں بیعت کرلی۔

بیعت کرنے سے جیسے پیاسی روح کو تسکین مل گئی اور مضطرب دل کو قرار آ گیا، جیسے تمام بے چینیاں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور میں تبدیل ہوگئیں، اور ایسے لگا جیسے ہماری تمام تر بے قراریوں کی دوا صرف بیعت میں ہی مضمر تھی۔ بیعت کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے قبل ازیں ہمارے سروں پر ایک بوجھ تھا جو اتر گیا۔ یہی تو میرے خواب میں سفرِ حج کی تعبیر تھی۔ کیونکہ حج کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مقبول حج سابقہ تمام گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اسی طرح امام الزمان کی بیعت بھی دراصل سابقہ گناہوں کی معافی اور ان کے دھونے کے مترادف ہے۔

اعتراضات کے جوابات کی تیاری

چونکہ بیعت سے قبل میں نہ شیعہ تھی نہ سنّی، اس لئے میں نے تو کبھی بھی عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے بارہ میں نہیں سنا تھا۔بلکہ امام آخر الزمان کے بارہ میں سنا کرتے تھے۔اس کے بارہ میں بھی بہت اختلاف تھا۔شیعہ اپنے طور پر اس کے استقبال کی تیاری کرتے تھے اور سنّی اپنے طریق پر۔اگرچہ احمدیت کا پیش کیا جانے والا موقف سب سے درست اور عقل و منطق کے عین مطابق تھا لیکن جماعت کی تعلیمات اور علوم کے بارہ میں ہمارا علم تقریباً صفر تھا، اور چونکہ ہم نے اپنے آباءواجداد کے طریق کو چھوڑ کر نئی راہ اختیار کی تھی اس لئے ہمیں خدشہ تھا کہ لوگ ہمیں مختلف سوالات اور اعتراضات کرکے تنگ کریں گے۔اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم اس وقت تک اپنی بیعت کے بارہ میں عام اعلان نہیں کریں گے جب تک کہ اچھی طرح جماعت کے علوم اور اعتراضات کے جوابات نہ جان لیں۔ لہٰذا ہم نے بکثرت ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔اسی طرح جماعتی لٹریچر کا مطالعہ بھی جاری رہا۔ایک عجیب بات اس عرصہ میں یہ ہوئی کہ بیعت سے قبل مجھے تقریباً ہرروز ہی کوئی نہ کوئی خواب آتی تھی۔لیکن بیعت کے بعد خواب آنا بند ہوگئے۔جیسے خواب دکھانے کا اصل مقصد بیعت کے قریب کرنا تھا اور اب وہ مقصد پورا ہوگیا۔

خلیفۂ وقت سے ملاقات

بیعت کے دو ماہ بعد میں اپنی والدہ کے ہمراہ بیلجیم کے دیگر نو مبائعین کے قافلے میں شامل ہوکر لندن میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اوران کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئی۔ جب حضور انور تشریف لائے اور کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو ہم حضور انور کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے لگے۔ یہ درست ہے کہ ہم نے حضور کو ٹی وی پر بھی اور تصاویر میں بھی دیکھا تھا لیکن جب میں نے بالمشافہ حضور انور کو دیکھا تو بے ساختہ کہا کہ نہ کوئی تصویر اور نہ کوئی ویڈیو آپ کے چہرہ مبارک کے انوار اور جمال کو پیش کرسکتی ہے۔ گو آپ کا تعلق پاکستان سے ہے لیکن مَیں ایک ایسی فرشتہ صورت کے سامنے بیٹھی تھی جسے مَیں کسی ملک یا کسی علاقے سے منسوب نہیں کرسکتی تھی۔ مَیں ابھی انہی خیالات میں کھوئی حضور انور کے وجہ منور سے کسبِ انوار کررہی تھی کہ حضور انور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ تو میرے ساتھ انگریزی میں بات کرسکتی ہیں؟ میں یہ سوال سنتے ہی سکتے میں آ گئی کیونکہ تمام قافلے میں صرف مجھے ہی کسی قدر انگریزی آتی تھی۔اس ملاقات میں حضور انور نے مجھے ایسی دعائیں دیں جو حرفاً حرفاً تقریباً چھ ماہ میں ہی پوری ہوگئیں۔ اس کے بعد ہماری عربی ڈیسک کے ممبران اور الحوار المباشر کے شرکاء سے بھی ملاقات ہوئی اور یہ مختصر سا سفر بے شمار برکتوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔اس سفر نے تو جیسے ہماری زندگی کا دھارا ہی بدل دیا۔

واپسی پر میرے بھائی نے پوچھا کہ تم نے جماعت کو کیسا پایا؟ اور کیا خلیفۂ وقت سے ملاقات ہوئی؟ میری والدہ جماعت اور خلیفۂ وقت کی تعریف میں رطب اللسان تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ تمہیں خود جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہئے۔ یہ سن کر میرا بھائی کہنے لگا کہ کیا تم اس حد تک جماعت سے محبت کرنے لگے ہو؟ میں نے کہا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ ہم اس جماعت سے دُور نہیں رہ سکتے اور کبھی اس کو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لئے ہمیں جماعت سے برگشتہ کرنے کی ہر کوشش ناکام رہے گی۔اس پر اس نے کہا کہ اگر آپ خوش اور مطمئن ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اس سفر نے مختلف امور زندگی کے بارہ میں ہمارا نقطۂ نظر اور سوچنے کا انداز یکسر بدل دیا تھا۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہماری تمام تر مشکلات ختم ہوگئی تھیں، بلکہ اب ہمیں یقین ہوگیا تھا کہ مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔مشکلات خواہ جس قدر بھی گہری اور ناقابل حل ہوں خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعائیں سن کر ان کو آسان کرسکتا ہے اور ان سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔اور اس نے استجابت دعا کے واضح نشانات دکھا کر ہمارے اس یقین کو مزید پختگی بخش دی تھی۔

جماعت کے علم کلام کی تاثیر

میرا بھائی روزانہ اپنے کام سے واپسی پر ہمارے گھر میں کچھ وقت ٹھہر کر جاتا۔ہم عموماً اس وقت الحوار المباشر کا پروگرام دیکھ رہے ہوتے تھے۔وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر دیکھتا اور آخر پر جماعت کے دلائل، تجزیات اور تفاسیر کو سن کر بہت متأثر ہوتا۔اسی طرح وہ ہم سے جماعت اور ایم ٹی اے کے دیگر پروگراموں کے بارہ میں پوچھتا تو ہم دن بھر کے پروگراموں میں ذکر ہونے والے موضوعات اور دلائل کے بارہ میں اسے بتاتے اور سمجھاتے۔آہستہ آہستہ وہ جماعت اور اس کے علوم و خیالات کو پسند کرنے لگا۔دراصل جماعت نے ہمیں سوچنے کا ایک نیا انداز بخشا، ایک عظیم نہج عطا فرمائی، ایک طریقِ تفکیر دیا جو ہر مسئلہ کے بارہ میں ایسے حل تک پہنچا دیتا ہے جسے ماننے بغیر چارہ نہیں رہتا۔مجھے اور میری والدہ کو یقین تھا کہ آہستہ آہستہ میرا بھائی جماعت کے قریب آتا جائے گا۔اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔رفتہ رفتہ میرا بھائی نہ صرف احمدیت کے دلائل اور تفاسیر کو قبول کرنے لگا بلکہ ایک دن یوں ہوا کہ وہ آکر ہمیں ایک پروگرام میں ذکر ہونے والے بعض دلائل کے بارہ میں بتانے لگ گیا۔ ہم حیران تھے کہ یہ پروگرام تو ایسے وقت میں نشر ہوتے ہیں جب میرا بھائی کام پر ہوتا ہے پھر وہ یہ پروگرام کیسے دیکھ سکتا ہے؟ ہمارے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ تقریباً آدھی رات کے وقت یہ پروگرام دوبارہ نشر ہوتے ہیں اور مَیں اس وقت ان کو دیکھ کر سوتا ہوں۔ میرے بھائی کے موقف میں یہ ایسی تبدیلی تھی جس کا ہمیں شدّت سے انتظار اور توقع بھی تھی۔اس کے بعد میرا بھائی ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتا رہا اور جب ہمیں ملتا تو ان کے بارہ میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتا۔ یہ سلسلہ تقریبا آٹھ ماہ تک جاری رہا یہاں تک کہ وہ کہنے لگ گیا کہ اگر کہیں صحیح اسلام ہے تو وہ اس جماعت میں ہے۔احمدیت کے دیگر ادیان اور خصوصًا عیسائیوں کے مزاعم کا ردّ ہمیں اسلام اور قرآن کی عظمت کا احساس دلاتا ہے۔اسی طرح دیگر اسلامی فرقوں کے عقائد اور تفاسیر کی غلطیوں کا ردّ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ جماعت اس میدان میں سب سے آگے ہے۔اور یہ جماعت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا خوبصورت مظہر ہے۔

بھائی کی بیعت

مَیں اور والدہ صاحبہ بھی بھائی کو بیعت کرنے کے لئے کہتے تو وہ یہ کہہ کر ٹال جاتا کہ میں پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرلوں اور جب اس جماعت کے قابل ہو جاؤں گا تو بیعت کرلوں گا۔ یہاں تک کہ بیلجیم کے جلسہ سالانہ 2012ء کے موقع پر مکرم عبد المومن طاہر صاحب تشریف لائے تو میں نے انہیں اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی۔اس موقع پر میرے بھائی کے ساتھ مومن صاحب نے بہت پر حکمت انداز سے بات کی۔انہوں نے کہا کہ اگر تم تیرنا سیکھنا چاہتے ہو تو پانی میں داخل ہوکر ہی سیکھ سکتے ہو۔ اگر ڈرائیونگ سیکھنی ہے تو کار میں سوار ہونا پڑے گا۔اللہ تعالیٰ غنی ہے، بندہ ہی اس کا محتاج ہے۔بندہ کمزور ہے اس لئے اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے آگے شرطیں رکھے۔لہٰذا اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ جماعت سچی ہے اور اسی جماعت کے ذریعہ ہی خدا تک پہنچا جاسکتا ہے اور آج نجات اسی کے ساتھ وابستہ ہے تو ان تمام اہداف کا حصول جماعت میں شمولیت سے ہی ممکن ہے۔پس اپنے ربّ کی طرف اس بچے کی طرح ہاتھ بڑھا دو جسے کچھ نہیں آتا لیکن اپنے والد کو دیکھ کر وہ سمجھتا ہے کہ میں بہت کچھ کرسکتا ہوں۔ یہ کہہ کر مومن صاحب نے مجھے کہا کہ بیعت فارم لاؤ کیونکہ یہ نوجوان تو میرے یہاں آنے سے قبل ہی بیعت پر آمادہ ہے۔ میں جلدی سے مرکز جماعت میں گئی اور بیعت فارم لے آئی اور میرے بھائی نے بلا چون وچرا اسے پُر کرکے بیعت کرلی۔

ہدایت تو اللہ کی عطا ہے

جب بھی مَیں اور میری والدہ اپنی بیعت کے واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارے دل میں جماعت کی صداقت ایسے راسخ کردی کہ ہم نے اس کے بارہ میں پڑھنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی اور وقت ضائع کئے بغیر اس جماعت سے منسلک ہوگئے۔جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تسلی و تشفی کے تمام سامان پیدا فرمادیئے۔میرے نزدیک اس سارے واقعہ کا خلاصہ یہی ہے کہ:﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ﴾

(الأعراف: 44)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔

(باقی آئندہ)

سیرۃالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

دنیا کا مُحسِن

(حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خطاب فرمودہ 17 جون 1928ء بمقام قادیان)

(قسط8)

غیر مسلم غلاموں کی ہمدردی

علاوہ ان غلاموں اور لونڈیوں کے جو آپ پر ایمان لائے مکہ کے اکثر غلام اور لونڈیاں آپ سے ہمدردی رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے کی موجب بھی ان کی ایک غیر مسلمہ لونڈی ہی تھی۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور مارنے کے لئے اٹھا اور آپ کو بہت تکلیف دی۔ حضرت حمزہؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ابھی ایمان نہ لائے تھے ان کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی ۔ اسے بہت صدمہ ہوا اور سارا دن کُڑھتی رہی۔ جب حضرت حمزہؓ گھر آئے تو کسی بات کا بہانہ ڈھونڈ کر اس نے طعنہ دیا کہ بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ دیکھتے نہیں تمہارے بھتیجے کو ابوجہل نے کس طرح دکھ دیا ہے۔ حضرت حمزہؓ شکار کے شائق تھے اور اِدھر اُدھر پھرنے میں وقت گزارتے تھے اور حالات سے زیادہ واقف نہ تھے۔ لونڈی سے بات سُن کر ان کا دل اندر ہی اندر گھائل ہوگیا۔ واقعہ کی تفصیل سنی اور غیرت سے بیتاب ہوکر باہر نکل آئے۔ مجلسِ کفار میں آئے ۔ ہاتھ میں تیر کمان تھا۔ لونڈی نے کچھ اِس طرح واقعہ بیان کیا تھا کہ درد اور غصہ دونوں جذبات بے طرح جوش میں تھے۔ اور بات کرنے کی طاقت نہ تھی۔ مجلس میں آ کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے اور کمان پر سہارا لگالیا۔ بار بار بات کرنا چاہتے تھے مگر شدّتِ غم سے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ اسی طرح کھڑے تھے کہ ابوجہل کی نگاہ پڑگئی اور وہ بولا خیر ہے؟ حمزہ تم تو اس طرح کھڑے ہو جس طرح انسان لڑائی پر آمادہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ ٹوٹ پڑے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ ظالم تیرے ظلموں کی کوئی انتہا بھی ہے۔ تُو نے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو حد سے بڑھ کر ستایا ہے۔ لے مَیں بھی مسلمان ہوتا ہوں۔ اگر طاقت ہے تو آ مجھ سے لڑ لے۔ ابوجہل بھی مکہ کا سردار تھا، اٹھ کر چمٹ گیا۔ لیکن اردگرد کے لوگوں نے دیکھا کہ یہ جھگڑا مکہ کو بھسم کر دیگا صلح کرادی۔ اور اُس دن سے حضرت حمزہؓ کو اسلام کی طرف توجہ ہوگئی۔ ایک دو دن کے غور کے بعد فیصلہ کرلیا کہ اسلام سچا ہے اور اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد1 صفحہ 312,311 مطبوعہ مصر 1936ء)

اِسی طرح جب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم طائف گئے اور وہاں سے زخمی ہوکر واپس آئے تو ایک غلام نے ہی آپ سے ہمدردی کی اور آپ کی حالت کو دیکھ کر روتا رہا۔

بات یہ ہے کہ سب غلام جانتے تھے کہ آپ اُن کو آزاد کرانے کے لیے آئے ہیں نہ کہ اُن کی غلامی کی زنجیروں کو اور مضبوط کرنے کے لیے۔ اس لیے وہ سب آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپ سے ہمدردی رکھتے تھے۔ اور ان کا شروع زمانہ میں ایمان لانا اور سخت تکالیف اٹھانا اور آخر تک ساتھ دینا اس امر کا ثبوت ہے کہ مکہ کے تمام غلام اور تمام لونڈیاں اِس امر کو سمجھتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم غلاموں کو آزاد کرانے والی ہے۔ تبھی ان میں سے سب کے سب جو سمجھدار تھے آپ پر ایمان لائے۔ یا اگر اس کی جرأت نہ کر سکے تو آپ کی مدد کرتے رہے اور آپ سے اظہارِ ہمدردی کرتے رہے۔ اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جن لوگوں کا معاملہ ہے وہ تو رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کا آزاد کرانے والا قرار دیتے ہیں اور جو لوگ نہ اُس وقت تھے اور نہ اُن کو غلامی سے کچھ تعلق ہے اور نہ انہوں نے غلاموں کے آزاد کرانے میں کبھی بھی کوئی حصہ لیا ہے وہ غلامی کے متعلق آپ پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس عملی کام کے علاوہ اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے غلامی کا رواج تھا اور کوئی ملک غلامی سے پاک نہ تھا۔ ہندوستان میں مجھے نہیں معلوم دوسری قسم کی غلامی تھی یا نہ تھی۔ مگر اچھوت اقوام سب کی سب غلام ہی ہیں۔ وہ اعلیٰ پیشوں سے محروم ہیں اور ان کا فرض ہی برہمنوں کی خدمت مقرر کیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ دوسرے لوگوں میں غلاموں کو کھانا، کپڑا دینے کا رواج تھا۔ یہاں جن لوگوں نے غلامی کا رواج دیا تھا انہوں نے کھانے، کپڑے سے بھی دست برداری دے دی تھی اور غلام کا فرض مقرر کیا تھا کہ وہ اپنے لیے بھی کمائے اور برہمنوں کی بھی خدمت کرے۔ ایران اور روم بھی غلامی میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے تھے۔ ان ممالک کے لوگوں نے غلامی کے دُور کرنے کا کیا علاج مقرر کیا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔ یہ صرف محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین تھا جس نے یہ قانون بنایا کہ ہر آزاد کو قید کرنے والا قتل کا مجرم سمجھا جائے گا۔ پھر یہ شرط لگائی کہ غلام بنانا صرف اُس جنگ میں جائز ہے جو جنگ کہ دشمنِ اسلام صرف اس لیے کریں کہ مسلمانوں سے تلوار کے زور سے اسلام چھُڑوائیں۔ حالانکہ اِس تعلیم سے پہلے تمام ممالک میں سیاسی جنگوں کے قیدیوں کو بھی غلام بنایا جاتا تھا۔ پھر یہ شرط لگادی کہ ایسی مذہبی جنگ میں بھی جو قید ہو اُس کے ساتھ وہی سلوک کرو جو اپنے گھر کے لوگوں سے کرتے ہو۔ جو کھاتے ہو وہ کھلاؤ، جو پیتے ہو وہ پلاؤ، جو پہنتے ہو وہ پہناؤ۔ پھر یہ شرط کی کہ باوجود اِس خاطر کے ہر اک غلام کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ جب وہ چاہے آزاد ہو جائے۔ ہاں چونکہ وہ ایک ظالمانہ جنگ میں شریک ہوا ہے اس لئے اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنی لیاقت کے مطابق خرچِ جنگ ادا کردے یا اس کے رشتہ دار کردیں۔ پھر یہ شرط لگادی کہ اگر غلام کے رشتہ دار یا اہلِ ملک اس کو نہ چھُڑواسکیں اور اس کے پاس روپیہ نہ ہو تو ہر غلام کا حق ہے کہ وہ کہہ دے کہ میں آزاد ہونا چاہتا ہوں اور اس کا آقا مجبور ہوگا کہ اس کی طاقت کے مطابق خرچِ جنگ اُس پر ڈال دے اور اسے نیم آزاد کردے کہ وہ اپنی کمائی سے قسط وار روپیہ ادا کر کے اپنے آپ کو آزاد کرائے۔ اور جس وقت یہ قسط مقرر ہو اُسی وقت سے غلام کو عملاً آزادی حاصل ہوجائے۔ پھر یہ حکم دیا کہ جو غلام کو مارے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا غلام آزاد سمجھا جائے۔ پھر کئی گناہوں کا کفارہ غلاموں کو آزاد کرنا مقرر کیا تا کہ جو کوئی غلام رہ جائے وہ اس طرح آزاد ہوجائے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی۔ آخر یہ بھی حکم دے دیا کہ حکومت کے مال میں غلاموں کا بھی حق ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ایک رقم ایسی مقرر کرے جس سے وہ غلام آزاد کراتی رہے۔

اب سوچو کہ غلامی تو ہر ملک میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی پائی جاتی تھی۔ آپ نے تو جاری نہیں کی۔ آپ نے جو کچھ کیا وہ یہ کیا کہ اِس کا دائرہ محدود کر دیا۔ اور پھر ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ عملاً غلام آزاد ہی ہوجائیں۔ مگر باوجود اس کے اگر اسلام کے ابتدائی زمانہ میں غلام باقی رہ گئے تھے تو اس کی صرف اور صرف یہ وجہ تھی کہ اسلامی احکام کے ماتحت اُن سے آقا ویسا ہی سلوک کرنے پر مجبور تھا جیسے کہ اپنے نفس یا اپنے عزیزوں سے وہ کرتا تھا۔ اور غریب غلام جانتے تھے کہ ایک مسلمان کا غلام رہ کر اگر ان پر سَو دوسَو یا ہزار دو ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے تو آزاد رہ کر وہ سات آٹھ روپیہ سے زیادہ نہ کما سکیں گے۔ اور اس میں انہیں اپنا کنبہ پالنا پڑے گا۔ پس بہت سے تھے جو اس غلامی میں آزادی سے زیادہ آسائش پاتے تھے اور اسلامی احکام سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی تنگ حالت کو بدلنا نہیں چاہتے تھے۔ پس رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم غلامی کے قائم کرنے والے نہیں تھے بلکہ غلامی کے مٹانے والے تھے۔ اور آپ سے بڑھ کر غلامی کے مٹانے میں اور کسی نے حصہ نہیں لیا۔ بلکہ آپ کے کام سے ہزاروں حصہ کم بھی کسی نے کام نہیں کیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

اب میں آپ کے احسانات کی طرف آتا ہوں۔ لیکن احسانات بیان کرنے سے پہلے مَیں ایک واقعہ بیان کردیتا ہوں جو احسانات اور قربانیوں دونوں کے متعلق کام آئے گا۔ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ عُتبہ جو ایک بڑا سردار تھا، آپ کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا۔ کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ آپس میں خونریزی ہو اور بھائی، بھائی سے جُدا ہوجائیں؟ اگر نہیں تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اُسے مان لو۔ وہ تجویز یہ ہے کہ تمہاری کوئی نہ کوئی غرض ہے۔ اگر تمہیں مال حاصل کرنے کی خواہش ہے تو ہم سب اپنے اموال کا ایک حصہ تمہیں دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس طرح تم بہت بڑے مالدار بن جاؤ گے۔ اور اگر اس بات کی خواہش ہے کہ حکومت حاصل ہو تو ہم سب اس بات کے لیے تیار ہیں کہ تمہیں اپنا سردار بنائیں۔ اور اگر خوبصورت عورت چاہتے ہو تو جس عورت کو پسند کرو وہ ہم تمہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر تم بیمار ہو تو بھی بتاؤ کہ ہم علاج کے لیے بھی تیار ہیں۔ غرض عزت چاہتے ہو تو عزت دینے کے لیے، اگر بادشاہت چاہتے ہو تو بادشاہت دینے کے لیے، اگر عورت چاہتے ہو تو عورت دینے کے لیے اور بیمار ہو تو علاج کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ مگر تم یہ کہنا چھوڑ دو کہ خدا ایک ہے۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ان چیزوں کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں۔ میرا جواب سنو۔ یہ فرما کر آپ نے چند آیات قرآن کی تلاوت فرمائیں جن میں توحید کی تعلیم تھی۔ ان آیات کو سن کر عتبہ پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے واپس جا کر کہا یہ نہ جھوٹا ہے اور نہ ساحر ہے، اس کی مخالفت چھوڑ دو۔

احسانات کی قسمیں

اب میں آپ کے احسانات کا ذکر کرتا ہوں۔ احسان کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک احسان وقتی ہوتے ہیں اور دوسرے لمبے عرصہ کے لیے۔ پھر آگے ان کی دو قسمیں ہیں:

(1) طبعی یعنی فطرت کے تقاضا کے ماتحت۔ جیسے ماں کے دل میں بچہ کی خدمت کا تقاضا ہوتا ہے۔

(2) عقلی یعنی ایسا احسان جو عقل کے تقاضا کے ماتحت ہو۔ مثلاً ایک مظلوم کو دیکھ کر رحم آجانا اور اس پر احسان کرنا۔ یا ایک شخص کو جاہل دیکھ کر اس پر رحم کر کے اسے علم پڑھا دینا۔

پھر آگے عقلی احسان کی بھی دو قسمیں ہیں:

(1) ایسا احسان جس کا بدلہ لینے کی امید ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کو علم پڑھاتے ہیں تو امید ہوتی ہے کہ وہ ہمارے خیالات کی آگے اشاعت کرے گا۔

(2) طبعی عقلی یعنی خواہش احسان تو بوجہ دلیل اور عقل کے ہوتی ہے۔ مگر وہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ طبعی کی طرح ہوجاتی ہے۔ انسان احسان کرنے کے لیے بے چین ہوجاتا ہے۔ اس کی آگے پھر دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ احسان جو اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالے بغیر کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی کے پاس مال ہو اور وہ کسی پر احسان کر کے اسے کچھ مال دے دے۔

دوسری قسم کا احسان یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر دوسرے پر احسان کرتا ہے۔ مثلاً کسی کے گھر آگ لگی ہے۔ اس میں کُود کر اس کے مال کو یا اس کے گھر کے لوگوں کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ احسان کی قسمیں ہیں۔ ان کو مدنظر رکھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے صرف احسان ہی نہیں کیا بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ احسان کیا۔ مثلاً آپ کے احسانات صرف عارضی نہیں ہیں اکثر دائمی ہیں۔ اور پھر آپ کے احسانات صرف ان لوگوں تک محدود نہیں ہیں جو آپ کے رشتہ دار تھے۔ بلکہ آپ کے احسانات اپنے دوستوں سے نکل کر واقفوں اور ان سے بھی گزر کر ناواقفوں تک پھیل گئے ہیں۔ پھر یہ کہ آپ کے احسانات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کسی نفع کی آپ کو امید نہ تھی بلکہ وہ ایسے ہی طبعی تھے جیسے کہ ماں اپنے بچہ سے حُسنِ سلوک کرتی ہے۔ اور پھر صرف انتہائی جوش کے ماتحت اور عام احسان ہی آپ نے نہیں کئے بلکہ ساتھ اس کے یہ بات تھی کہ آپ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر وہ احسانات کئے ہیں اور ان کے بدلہ میں خطرناک سے خطرناک مشکلات میں اپنی جان کو ڈالا ہے۔ پس احسان کی تمام اقسام میں سے بہتر سے بہتر اقسام کا ظہور آپ سے ہوا ہے۔ اور ایسے رنگ میں ہوا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب میں آپ کے احسانات کی چند مثالیں بیان کرتا ہوں تا معلوم ہو سکے کہ آپ کے احسان کس اعلیٰ شان کے تھے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کے اس صوبے میں جو برٹش کولمبیا کہلاتا ہے، جماعت احمدیہ کو اپنی مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ گوایک سینٹر قائم تھا، نمازیں پڑھنے کا ہال اور مشن ہاؤس تھا، اور شاید یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ مسجد کی طرف توجہ کم رہی۔ گو کچھ حد تک تربیت کے لحاظ سے اور جماعت کے ایک جگہ جمع ہونے کے لحاظ سے ضرورت تو پوری ہوتی رہی، لیکن مسجد کی ایک اپنی اہمیت ہے۔

سینٹرز اور ہال وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے جو مسجد کا ہے۔ بیشک جماعت کو ایک جگہ جمع ہو جانے کے لئے جگہ میسر آ جاتی ہے لیکن مسجد کے نام کے ساتھ جو ایک روحانی تعلق پیدا ہوتا ہے، جو جذبات کی کیفیت ہوتی ہے، وہ بغیر باقاعدہ مسجد کے نہیں ہوتی۔

مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے لئے راہِ ہدایت اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی ہے۔ یقیناً یہ مسجد اُن کی توجہ کھینچنے والی بھی ہوگی۔ اس مسجد کی تعمیر سے منفی اور مثبت دونوں رنگ میں غیر از جماعت اور غیر مسلموں میں ذکر ہوگا۔ اور اس ذکر کی وجہ سے آپ کی تبلیغ کے راستے بھی مزید کھلیں گے۔ اس کے لئے بھی آپ کو اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا۔

پس مساجد کی تعمیر سے ذاتی طور پر بھی برکات کے دروازے کھلتے ہیں جو ایک مومن کو اُس کے ایمان میں بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور جماعتی برکات تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح نازل ہوتی ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

اگر ایمان کے معیار حاصل کرنے ہیں تو اپنے اخلاق بھی بلند کرو۔ اخلاق کی بلندی کا حقوق العباد کی ادائیگی سے صحیح پتہ چلتا ہے۔

ہمیں اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ کس حد تک ہم خدا تعالیٰ سے محبت کے دعوے میں پورا اُترنے والے ہیں؟ کس حد تک ہم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں؟ کیونکہ عبادت کا حق تقویٰ کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

(وینکوور کینیڈا میں تعمیر ہونے والی مسجد بیت الرحمٰن کا خطبہ جمعہ سے افتتاح اور احباب جماعت کو اس پہلو سے اہم نصائح۔)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17 رمئی 2013ء بمطابق 17 رہجرت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمٰن۔ وینکوور (کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔ (سورۃالتوبۃ:18)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یومِ آخرت پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کے اس صوبے میں جو برٹش کولمبیا کہلاتا ہے، جماعت احمدیہ کو اپنی مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ گو یہاں آپ میں سے بعض خاندانوں کو آئے چالیس سال سے اوپر شاید پچاس سال بھی ہو گئے ہوں، بہرحال پچیس سال سے تیس سال کے عرصہ سے یہاں رہنے والے تو شاید کافی تعداد میں ہیں، لیکن مسجد بنانے کی توفیق آپ کو اب مل رہی ہے۔ گو ایک سینٹر قائم تھا، نمازیں پڑھنے کا ہال اور مشن ہاؤس تھا، اور شاید یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ مسجد کی طرف توجہ کم رہی۔ گو کچھ حد تک تربیت کے لحاظ سے اور جماعت کے ایک جگہ جمع ہونے کے لحاظ سے ضرورت تو پوری ہوتی رہی، لیکن مسجد کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ مسجد کے مناروں اور گنبد اور عمارت کا ایک الگ اثر افرادِ جماعت پر بھی اور ارد گرد کے ماحول پر بھی اور غیروں پر بھی ہوتا ہے۔ اسلام کے تعارف کے نئے نئے راستے کھلتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے نئے رابطے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مساجد کی تعمیر کی طرف بہت توجہ دلائی ہے کہ اس طرح جہاں جماعت کی اکائی قائم ہوگی وہاں تبلیغ میں بھی وسعت پیدا ہوگی۔ بیشک آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چاہے غریبانہ سی، چھوٹی سی مسجد ہو، لیکن یہ مسجد بنانا ضروری ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 93 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس لئے شاید بعض ذہنوں میں خیال آئے کہ ہم اتنی بڑی مسجد یا مساجد کیوں بناتے ہیں؟ کیونکہ اب بعض جماعتوں کی طرف سے مساجد کا مطالبہ بڑھ رہا ہے۔ بعضوں کے وسائل پورے نہیں اور مرکزی طور پر فنڈ مہیا کئے جاتے ہیں، تو خیال ہو سکتا ہے کہ چھوٹی مساجد ہوں تو اس رقم میں زیادہ مسجدیں بن سکتی ہیں۔ لیکن ایک بنیادی اصول اگر ہم اپنے مدّنظر رکھیں تو شاید یہ سوال نہ اُبھرے۔ اور وہ ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ وینکوور برٹش کولمبیا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ احمدیوں کی تعداد بھی میرے خیال میں اس صوبے میں اسی شہر میں سب سے زیادہ ہے۔ اور آپ کی تعداد کے لحاظ سے یہ کوئی بڑی مسجد نہیں ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جو تبلیغ کے راستے کھول رہا ہے وہ بھی ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہماری جگہیں بھی وسیع ہونی چاہئیں۔ پھر ہماری جگہوں میں وسعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے تحت بھی ضروری ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ ''وَسِّعْ

مَکَانَکَ ’’ کہ تُو اپنے مکان کو وسیع کر۔ (تذکرہ صفحہ 246 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

مکانیت کی وسعت صرف گھروں میں مہمان ٹھہرانے کے لئے نہیں ہے۔ لوگوں کے آنے کی وجہ سے، جلسہ کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ مساجد کی وسعت کے لئے بھی یہ ضروری ہے، یہ الہام ہے۔ اور مساجد کی وسعت بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں۔ پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کہہ کر مخاطب فرمایا (ماخوذ از براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کو توحید کے قیام کے لئے دوبارہ اُس کی بنیادوں پر استوار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی یہ دنیا جانے گی اور جان بھی رہی ہے، اور یقیناً اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ آپ کے ذریعہ سے ہوئی اور روحانی لحاظ سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی پورا ہونا ہے اور دنیا نے اس کو جاننا ہے۔ مساجد جو اُن مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے لوگ جمع ہوں۔ اس لحاظ سے بھی ہمیں مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ نیت ہے جس کے تحت کوئی کام کیا جاتا ہے۔ اور ہماری نیت اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا، اُس کے پیغام کو پھیلانا، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ اپنی حالتوں اور اپنی نسلوں کی حالتوں میں روحانی انقلاب پیدا کرنا ہے۔ اور یہ انقلاب پیدا کرتے ہوئے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنانا ہے۔ نمازوں کے قیام کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لانا ہے۔ مساجد کو اس غرض کے لئے اس طرح بھر دینا ہے کہ وہ اپنی مکانیت کے لحاظ سے چھوٹی نظر آنے لگیں۔

پس جب یہ نیت ہو تو بظاہر بڑی مساجد جو ہیں وہ دکھاوا نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ جو اس علاقے میں رہتے ہیں، جنہوں نے اس مسجد کو آباد کرنا ہے اگر اس نیت سے مسجد کا حق ادا کرنے والے بنیں گے تو جہاں اسلام اور احمدیت کے پیغام کو پھیلانے والے ہوں گے، اپنی روحانی ترقیات میں آگے بڑھنے والے ہوں گے، اپنی نسلوں کو خدائے واحد سے جوڑ کر اُن کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بنیں گے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے اُس کے انعامات کی بارش اپنے پر برستا دیکھنے والے بھی ہوں گے، انشاء اللہ۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش برستی ہے، جب نیت صرف اور صرف اُس کی رضا کا حصول ہوتی ہے تو پھر ایک ایک شہر میں کئی مساجد بنانے کی بھی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

پس اب آپ کی نیت یہ ہونی چاہئے کہ اگلی مسجد کی تعمیر کے لئے ہم نے تیس چالیس سال انتظار نہیں کرنا بلکہ اس مسجد اور اس جیسی کئی مساجد کی مکانیت کو چھوٹا کرتے چلے جانا ہے۔ ہم نے مسجدیں آباد کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر کے اور اُس کے حکم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال کر مساجد کی تنگی کو اپنے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وسعت کا ذریعہ بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بڑھاتے چلے جانے کا ذریعہ بنانا ہے۔

پس اگر آج ہم اس نیت سے اپنی مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں تو یقیناً ہم اب تک اپنی باقاعدہ مسجد نہ بنانے کی کمزوری کا مداوا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اور اس ملک میں جن علاقوں میں مسجدیں نہیں ہیں وہاں بھی اس مسجد کے افتتاح کے ساتھ اس کی طرف توجہ پیدا ہوگی، تو یہی مداوا ہوگا۔

ہمیشہ یاد رکھیں جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ مسجد اپنی ایک اہمیت رکھتی ہے اور سینٹرز اور ہال وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے جو مسجد کا ہے۔ بیشک جماعت کو ایک جگہ جمع ہو جانے کے لئے جگہ میسر آ جاتی ہے لیکن مسجد کے نام کے ساتھ جو ایک روحانی تعلق پیدا ہوتا ہے، جو جذبات کی کیفیت ہوتی ہے، وہ بغیر باقاعدہ مسجد کے نہیں ہوتی۔ یہ انسانی نفسیات بھی ہے۔ پس یہاں اب زمینیں خریدی گئی ہیں، وہاں بجائے صرف سینٹر بنانے کے، ہال بنانے کے، باقاعدہ مسجد بنائیں۔ کینیڈا میں ایک جماعت کے بارے میں مجھے پتہ چلا کہ اُن کے پاس زمین ہے۔ جو رقم ہے اُس سے وہ چاہتے ہیں کہ ہال تعمیر کرنا چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب دوبارہ اُن کی رائے لی گئی تو اُن میں سے اکثریت اس بات کی طرف زیادہ رجحان رکھتی ہے کہ مسجد بنائی جائے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب جماعتوں کو اپنی مساجد بنانے کی توفیق دے جہاں جہاں مسجدوں کی تعمیر کے منصوبے زیرِ نظر ہیں۔

یقیناً مساجد کی تعمیر کے بعد تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے اور کھلتے ہیں۔ گزشتہ ماہ بلکہ مارچ کے آخر میں میں نے ویلنشیا کی مسجد کا افتتاح کیا تھا۔ تو اب جو رپورٹس آ رہی ہیں اُس کے مطابق جہاں غیر مسلموں کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے، اسلام کے بارے میں وہ لوگ جان رہے ہیں وہاں غیر از جماعت مسلمان بھی نمازیں پڑھنے کے لئے آتے ہیں اور جماعت کا تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ انہی میں سے سعید فطرت لوگوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی اللہ تعالیٰ توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ خدا تعالیٰ نے جو کام لگائے ہوئے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو حقیقی اسلام کی تعلیم دی جائے۔ اُس اسلام پر جمع کیا جائے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ اُس شریعت کو لاگو کیا جائے جو آپ پر اُتری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا کہ: ’’سب مسلمانوں کو جو رُوئے زمین پر ہیں جمع کرو، عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔‘‘ پھر آپ علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دے کر فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے لئے بھڑکائی ہوئی آگ کو فرمایا تھا کہ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا کہ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا۔ اور وہ بعینہٖ اسی طرح پورا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ: ’’یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ رُوئے زمین عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُن میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا، مگر وہ ایسا ہوگا جو قابلِ ذکر اور قابلِ لحاظ نہیں۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 490 مع حاشیہ ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے لئے راہِ ہدایت اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی ہے۔ اس ملک میں بھی اور اس شہر میں بھی لاکھوں ہزاروں مسلمان رہتے ہیں۔ یقیناً یہ مسجد اُن کی توجہ کھینچنے والی بھی ہوگی۔ اس مسجد کی تعمیر سے منفی اور مثبت دونوں رنگ میں غیر از جماعت اور غیر مسلموں میں ذکر ہوگا۔ اور اس ذکر کی وجہ سے آپ کی تبلیغ کے راستے بھی مزید کھلیں گے۔ اس کے لئے بھی آپ کو اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا۔ پس مسجد کے بننے سے ایک کے بعد دوسری ذمہ داری آپ پر پڑتی چلی جائے گی۔ تبلیغ کے لئے ظاہر ہے کہ جب آپ اپنے آپ کو تیار کریں گے تو جہاں علمی لحاظ سے تیار کریں گے وہاں اپنے اخلاق کو بھی اعلیٰ معیاروں تک پہنچانے کی کوشش کریں گے اور کرنی چاہئے، ورنہ تو قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے آپ کے قریب بھی کوئی نہیں آئے گا۔ پس مساجد کی تعمیر سے ذاتی طور پر بھی برکات کے دروازے کھلتے ہیں جو ایک مومن کو اُس کے ایمان میں بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور جماعتی برکات تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح نازل ہوتی ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مسجد کے حوالے سے مختلف جگہ پر ذکر فرمایا ہے۔ مسجد کے احترام کے معیار قائم کرنے کے لئے بھی ذکر ہے۔ مسجد کے مقاصد کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ مسجدیں آباد کرنے والوں کی خصوصیات کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ اس وقت جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اُس میں مسجد آباد کرنے والوں کا ذکر ہے۔ پہلی بات یہ بیان کی کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، کافی نہیں۔ اس ایمان کے بھی کچھ معیار خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایمان کے یہ معیار قائم کرو گے تو پھر ہی کامل مومن ہو، ورنہ ایمان کامل نہیں ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا (الحجرات: 15)۔ کہ اعرابی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ یعنی وہ لوگ جو بظاہر تعلیم و تمدّن سے محروم ہیں یا کم درجے کے ہیں اور اس وجہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں اُن کی ترقی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے کہ یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لے آئے۔ فرمایا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا (الحجرات: 15)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ان کو بتا دے کہ تم ایمان نہیں لائے، لیکن تم یہ کہو کہ ہم نے ظاہری فرمانبرداری قبول کر لی ہے، جو کسی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔

پس کلمہ پڑھنے کے بعد پھر ایمان میں ترقی، اللہ تعالیٰ سے تعلق، اُس کی عبادت کی طرف توجہ، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہنا اور دینا، اُس کے احکامات پر عمل کرنا، یہ ہے اصل چیز جو اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مومن میں ہونی چاہئے، جو اس زمانے کے امام کو ماننے کے بعد ایک احمدی میں ہونی چاہئے۔ یعنی روحانی ترقی کا ہر روز ایک نئی شان دکھانے والا ہو، انسان کو اپنے اندر محسوس ہو۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُن کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا تعالیٰ کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اُس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے، خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا غفلت اور کسل ہو، سب سے اپنے تئیں دور لے جاتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 654-653 اشتہار نمبر 270 بعنوان ''تبلیغ الحق'' مطبوعہ ربوہ)

پس یہ معیار ہیں جو ہم نے اختیار کرنے ہیں۔ اور جب یہ معیار ہوں گے، تبھی ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے کہلا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ تعریف فرمائی ہے کہ تقویٰ کی باریک راہوں کو خدا تعالیٰ کے لئے اختیار کرتے ہیں، تقویٰ کی باریک راہوں کی تعریف آپ نے یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کرنا اور اُس کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنا۔ اپنے جسم کے ہر حصے اور ہر عضو کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا تابع کرنا۔ جہاں اپنے اعضاء کو غلط کاموں سے بچانا وہاں اپنی سوچ کو بھی ہر لحاظ سے پاک رکھنا۔ تبھی نمازوں کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ رہے گی۔ تبھی نمازوں کا قیام بھی ہوگا۔ اگر سوچوں کا محور صرف دنیا اور دنیا کے لذات ہیں تو نمازوں میں توجہ نہیں قائم رہ سکتی۔ بظاہر انسان نماز پڑھ رہا ہوتا ہے لیکن خیالات کہیں اور پھر رہے ہوتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اُس کی یعنی خدا تعالیٰ کی محبت میں محو رہنے والے اصل مومن ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی کہ اُس کا دل ایک نماز سے دوسری نماز تک مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اگلی نماز کا وقت ہو تو میں مسجد جاؤں۔

(سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب الفضل فی ذالک حدیث نمبر 143)

دنیاوی کام بھی انسان کے لئے ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہی بات واضح کر کے فرمائی ہے کہ جو اپنے کاموں کا جو اُس کے ذمہ ہیں اُن کا حق ادا نہیں کرتا، وہ بھی قابلِ مؤاخذہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 118 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) چاہے وہ تجارت ہے، چاہے وہ ملازمت ہے، چاہے وہ کھیتی باڑی ہو، کچھ بھی ہو۔ لیکن ان دنیاوی کاموں کے دوران بھی خدا تعالیٰ یاد رہنا چاہئے۔ اور جب خدا تعالیٰ یاد ہوگا، یہ احساس ہوگا کہ یہ دنیاوی کام بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مَیں بجا لا رہا ہوں تو پھر ایمانداری سے اپنے کام کا حق ادا کرنے کی بھی انسان کوشش کرے گا اور پھر انسان کسی قسم کے غلط اور ناجائز فائدہ سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

پھر ایک مومن کا جو دنیاداری کا کاروبار ہے وہ بھی پھر دین بن جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی یاد اور اُس کی رضا ہر وقت پیشِ نظر رہتی ہے۔ صحابہ جو ہمارے سامنے نمونے قائم کر گئے، وہ صرف ہمارے لئے وقتی حظّ اُٹھانے کے لئے نہیں تھے۔ تعریف کرنے کے لئے نہیں تھے، اُن کو ہماری تعریف کی ضرورت نہیں ہے، اُن کی تو خدا تعالیٰ نے تعریف کر دی۔ اُن کو اللہ تعالیٰ سے یہ سند مل گئی کہ اللہ اُن سے راضی ہوا۔ پس جس سے خدا تعالیٰ راضی ہو جائے اُس کو کسی بندہ کی حاجت نہیں رہتی کہ اُس کی تعریف کی جائے۔ ہاں یہ نمونے ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اگر تم اُن کے نمونوں پر چلو گے، اللہ تعالیٰ کی محبت کو سامنے رکھتے ہوئے کاروبارِ زندگی سرانجام دو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والوں میں شمار کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر ایمان کے معیار حاصل کرنے ہیں تو اپنے اخلاق بھی بلند کرو۔ اخلاق کی بلندی کا حقوق العباد کی ادائیگی سے صحیح پتہ چلتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد4 صفحہ 216 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) گویا صرف نمازیں پڑھ لینا اور اپنے زعم میں خدا تعالیٰ کا حق ادا کر دینا ہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور ایمان لانے والا نہیں بناتا بلکہ اپنے معاشرے کے جو حقوق ہیں اُن کی ادائیگی بھی ایک ایمان کا دعویٰ کرنے والے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ سستی اور کسل کی حالت سے بھی بچو کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 654 اشتہار نمبر 270 بعنوان ''تبلیغ الحق'' مطبوعہ ربوہ)

اکثر پانچ وقت نمازیں نہ پڑھنے والوں سے جب وجہ پوچھو، مَیں پوچھتا رہتا ہوں، تو یہی جواب ہوتا ہے۔ سستی اور لاپرواہی کا ہی بتاتے ہیں۔ پھر یہ سستیاں جو ہیں خدا تعالیٰ کی محبت سے بھی غافل کرتی ہیں اور یہ غفلت آہستہ آہستہ دین سے بھی دُور لے جاتی ہے۔ آخرت کا خوف، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کا خوف، پھر یہ بھی نہیں رہتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی نشانی آخرت پر ایمان بھی بتائی ہے کہ اس زندگی میں کئے گئے جو اعمال ہیں اُن کا بدلہ آخرت میں ملنا ہے۔ خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کی گئی عبادتیں اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان، ہدایت یافتوں میں شمار کروا کر خدا تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنائے گا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد آباد کرنے والے جہاں نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرتے ہیں، پنج وقت مسجد میں آتے ہیں، اُس کا حق ادا کرتے ہیں، وہاں مالی قربانیاں کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مالی قربانی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی قربانی کے لحاظ سے غیر معمولی قربانی کرنے والی ہے۔ کم از کم ایک طبقہ ایسا ہے جو غیر معمولی قربانی کرنے والا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں بھی کئی افراد ایسے ہیں جنہوں نے لاکھ بلکہ لاکھوں ڈالر تک قربانی دی ہے۔ مساجد کے لئے تو بعض غیر احمدی مسلمان بھی بڑھ چڑھ کر قربانیاں دے لیتے ہیں لیکن احمدی کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ مستقل چندوں کی ادائیگی بھی کرتے ہیں اور پھر تحریکات میں بھی حصہ ڈالتے ہیں۔ اس لحاظ سے اور خاص طور پر آجکل کے مادی دور میں اور معاشی حالات میں اُن کی قربانیاں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بھی بے انتہا برکت ڈالے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ایک عمل تقویٰ کا معیار حاصل نہیں کرواتا، یا اُس سے ایمان کامل نہیں ہوتا بلکہ ایک مومن کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی ضروری ہے۔

قرآنِ کریم نے ایمان لانے والوں کی بعض نشانیوں کا اَور جگہوں پر بھی ذکر کیا ہے۔ جن میں ایک آدھ کو میں مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ کیونکہ ان باتوں کو اختیار کر کے ہی انسان حقیقی ہدایت یافتہ کہلا سکتا ہے اور انسان مسجدوں کا حق ادا کرنے والا بن سکتا ہے۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ (سورۃ البقرۃ:166)۔ کہ جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''محبت کا انتہا عبادت ہے۔ اس لئے محبت کا لفظ حقیقی طور پر خدا سے خاص ہے''۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد12 صفحہ 369)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''عبادت کے دو حصے تھے۔ ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتا ہے اور اُس کی روح گداز ہو کر اُلوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اُس میں پیدا ہو جاتا ہے''۔ ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دل پگھلتا ہے، انسان اُس کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے، اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور صحیح عابد بننے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمایا: ''دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ (سورۃ البقرۃ:166)۔ اور دنیا کی ساری محبتوں کو فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی معبود اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جائے۔ یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ ان دونوں قسموں کے حقوق کے ادا کرنے کے لئے یوں تو ہر قسم کی عبادت اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر اسلام نے دو مخصوص صورتیں عبادت کی اس کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر اُن کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اُس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے۔ جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اُسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی۔ اور جس قدر محبتِ الٰہی میں وہ ترقی کرے گا، اُسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔'' (ملفوظات جلد2 صفحہ 225-224۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ مقام ہے جو ایک مومن کے لئے حاصل کرنا ضروری ہے۔ پھر آگے آپ نے ان محبتوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ خوف کے لئے نمازیں ہیں اور محبت کے اظہار کے لئے حج کی عبادت ہے۔ وہ ایک لمبا مضمون ہے۔ تو بہرحال یہ مقام ہے جو ایک مومن کو حاصل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اُس کی محبت کے حصول کا ذریعہ بن جائے اور جب یہ درجہ اور مقام حاصل ہوتا ہے تو پھر انسان صحیح عابد بنتا ہے اور مسجد کا حق ادا کرنے والا بنتا ہے۔ اور یہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر ماننے والے میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

پس ہمیں اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ کس حد تک ہم خدا تعالیٰ سے محبت کے دعوے میں پورا اُترنے والے ہیں؟ کس حد تک ہم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں؟ کیونکہ عبادت کا حق تقویٰ کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا۔ اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اللہ تعالیٰ نے ہماری اصلاح کے لئے قرآنِ کریم میں بے شمار احکامات نازل فرمائے ہیں جن کے بجالانے کا ایک مومن کو حکم ہے اور تبھی وہ ہدایت یافتہ کہلا سکتا ہے۔ مَیں بعض، ایک دو احکامات کا ذکر کروں گا لیکن اُس سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ اس آیت میں جو مَیں نے پہلے تلاوت کی تھی اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ۔ یعنی پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ یہ عمل کریں گے تو شاید ہدایت یافتہ قرار پائیں۔ اگر نیک نیتی سے عمل کئے جائیں تب بھی شاید والی بات ہو۔ بلکہ اہلِ لغت کے نزدیک ''عَسٰی'' جب خدا تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ہر لحاظ سے ایمان میں پختہ ہیں، زکوۃ اور مالی قربانیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے شامل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دنیاوی چیز سے اُنہیں خوف نہیں ہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہدایت یافتہ ہیں، اور ان کا مسجد میں آنا، نمازیں پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اُن کو تقویٰ اور ایمان میں بڑھاتا رہے گا۔ اور اُن کے تقویٰ کے معیار بلند ہوتے چلے جائیں گے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہدایت یافتہ بن کر اُس کے قرب میں ترقی کر رہے ہیں۔ مَیں بعض ایک دو ذمہ داریوں کے متعلق بھی عرض کر دوں جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ڈالی ہیں، یا وہ باتیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (سورة آل عمران: 111)۔ کہ تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ پس اس آیت میں ایک حقیقی مسلمان کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں کہ بدی سے روکنے والا ہے، نیکی کی تلقین کرنے والا ہے۔ اور یہ کام اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان اپنے قول و فعل میں ایک جیسا نہ ہو۔ اگر ہمارے عمل ہماری باتوں سے مختلف ہیں تو ہمارے اپنے جو لوگ ہیں اُن پر بھی ہماری باتوں کا اثر نہیں ہوگا۔ اور غیروں کی تو بات ہی الگ ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اس مسجد کے بننے سے تبلیغ کے راستے بھی کھلیں گے لیکن اگر ہمارے عمل ایسے نہیں کہ جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں تو نہ ہم خیرِ اُمّت ہیں، نہ ہمارا ایمان اللہ تعالیٰ پر ہے اور نہ ہی ہماری نمازیں کسی کام کی ہیں، نہ ہماری مالی قربانیاں خدا تعالیٰ کے ہاں قبول ہیں، نہ ہمارا یہ دعویٰ سچا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا ہمارا سب سے اوّلین فرض ہے اور پہلی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورة البقرة:84) کہ لوگوں سے نرمی اور ملاطفت سے بات کریں۔ اس کا سب سے پہلا اظہار تو ہمارا آپس میں ہونا چاہئے اور خاص طور پر عہدیداروں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تبلیغ سے پہلے تو ہم نے اپنی مسجدوں کو ایسے لوگوں سے، عبادِ صالحین سے بھرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ لیکن بعض دفعہ شکایات آتی ہیں کہ بعض عہدیدار اپنے رویّے ایسے رکھتے ہیں یا بعض لوگ جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو نیکی کے اعلیٰ معیار پر سمجھ لیتے ہیں اس طرح دوسروں سے باتیں کرتے ہیں جو دوسروں کو جذباتی تکلیف پہنچانے کا باعث بن جاتی ہے اور اُنہیں پھر جماعت سے دور لے جاتی ہے۔ اور پھر ایسے لوگ مسجدوں کو آباد کرنے کی بجائے اُن کو ویران کرنے کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ پس خیرِ اُمّت کے لئے سب سے پہلے تو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ پھر جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ مسجدوں کے ساتھ تبلیغ کے نئے راستے بھی کھلتے ہیں۔ یہاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ کھلیں گے۔ مسجد دیکھنے کے لئے آنے والے لوگوں میں، اپنے حلقۂ احباب میں، اپنے ماحول میں بھی جب یہ لوگ آئیں اس اثر کو قائم کریں اور اسے مضبوط تر کرتے چلے جائیں کہ احمدی کا ہر کام دوسروں کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے۔ یہ اثر ہے جو ایک احمدی سے دنیا میں قائم ہونا چاہئے۔ یہ اسلام اور قرآنِ کریم کی تعلیم ہے کہ ہم اپنے فائدے کی بجائے دوسروں کا فائدہ سوچتے ہیں اور نہ صرف سوچتے ہیں بلکہ عملی رنگ میں اس کا اظہار کرتے ہیں اور اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ لوگ یہ اظہار مزید دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تبلیغ کے راستے کھول رہا ہے۔ بعض ایسے ایسے حیرت انگیز رابطے ہوتے ہیں کہ جو اپنی کوششوں سے نہیں ہو سکتے۔ اور یہاں بھی آپ دیکھیں گے کہ ایسے رابطے ہوں گے۔

پس اپنے قول و فعل سے ان رابطوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا گرویدہ بنالیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کے آپس کے تعلقات، محبت اور پیار جو ہے، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بڑھتے چلے جانے والا ہونا چاہئے۔ اس طرف بھی خاص توجہ دیں کہ تبلیغ کے لئے یہ بھی ضروری ہے اور جماعت کی مضبوطی کے لئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے بھی یہ بات ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس مسجد کے بننے سے جماعت اندرونی طور پر بھی مضبوط ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو۔ مسجدوں کو آباد کرنے والی ہو۔ آپ میں سے ہر ایک کا دل اُس طرح مسجد میں اٹکا رہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن سے توقع فرمائی ہے۔ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کو سمیٹنے والی ہو جس کا اظہار یہاں آنے والے ہر شخص پر ہو۔ اور تبلیغ کے بھی نئے دروازے اس مسجد کے بننے سے کھلتے چلے جائیں۔

مَیں مسجد کے کچھ کوائف پیش کر دیتا ہوں جو یہاں جاننے والوں کے لئے تو شاید اتنی دلچسپی نہ رکھتے ہوں لیکن باہر کی دنیا کے لئے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کا اعلان تو 1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہی فرمایا تھا اور بیت الرحمٰن نام بھی رکھا تھا۔ اس کا کُل رقبہ تقریباً پونے چار ایکڑ کا ہے اور مسقّف حصہ (covered area) جو ہے تینتیس ہزار چار سو انیس (33419) مربع فٹ ہے۔ دو منزلیں ہیں۔ گنبد کی اونچائی سینتالیس فٹ ہے۔ مینار کی اونچائی چھہتر (76) فٹ ہے۔ اس وقت تو مسجد کے لئے، دونوں ہال جو ہیں مردوں اور عورتوں کے ملے ہوئے ہیں اور دونوں ہالوں کی گنجائش کا ایریا چھ ہزار آٹھ سو مربع فٹ ہے۔ multi purpose ہال بھی ہے۔ گیارہ سو بتیس (1132) افراد مسجد میں اور دس سو پچاس (1050) ملٹی پرپز (multi purpose) ہال میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یعنی تقریباً دو ہزار سے زیادہ۔ پارکنگ بھی کافی وسیع ہے۔ 140 کاروں کی جگہ ہے۔ لائبریری بھی ہے، تبلیغ کا ایک سینٹر ہے، کچن ہے، فیونرل (Funeral) ہوم سروس کے لئے بھی انتظام ہے۔ چار عدد کلاس روم ہیں۔ دفاتر ہیں۔ بورڈ روم ہے۔ مشنری کی رہائش گاہ ہے۔ مشن ہاؤس ہے۔ گیسٹ ہاؤس ہے۔ اور بڑی خوبصورت باہر کی کیلی گرافی بھی یہاں ہوئی ہے۔ جو خاص خاص باتیں ہیں وہ مَیں نے بتا دی ہیں۔ اس کا خرچ بعض زائد خرچ شامل ہونے کی وجہ سے تقریباً ساڑھے آٹھ ملین ڈالر آیا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ آپ کو یہ مسجد ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

آخر میں ایک چھوٹا سا اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اُن نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اُس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی، وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔ اُس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 491 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر فرماتے ہیں:

''جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

رہا ہے''۔ فرمایا: ''نوح میں وہی حُسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزّت جلّ شانُہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حُسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اُٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیدّ الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا وسیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیتِ کریمہ کافی ہے۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم:9-10)۔ یعنی وہ نبیؐ جنابِ الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقّوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے، ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حُسنِ روحانی ظاہر کیا اور دونوں قوسوں میں وَتر کی طرح ہو گیا''۔ (یعنی کہ بندے اور خدا کے درمیان ایک وتر کی طرح ہو گیا، ایک لکیر ہو گئی۔) ''یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو............''۔ فرمایا: '' اس حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (الاعراف: 199)۔ یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہو گئے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218-221)

آپؐ اللہ تعالیٰ کے انوار قبول کرنے کا کامل نمونہ تھے جس تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری وعصمت و حیا وصدق وصفا و توکّل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے اَفضل و اعلیٰ و اکمل و اَرفع و اَجلی و اَصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے اُن کو عطر کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اَقویٰ و اکمل و اَرفع و اَتمّ ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآنِ شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اُس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔'' (یعنی قرآنِ کریم) '' وہ بلاشبہ صفات کمالیّہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے''۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71-72)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیحد فیضانات اور احسانات کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔..........جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اُس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے، ہمارے پر محض اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کھولا گیا۔ اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں، ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے۔ اور ہم نے اس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ ....خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو''۔

(چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 20 صفحہ 354-355)

لیکن امت کا ایک بڑا حصہ اس وقت کر کیا رہا ہے۔ ان سے دور ہٹتا چلا جا رہا ہے اور اسی لئے غیروں کو موقع مل رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام اور قرآن پر حملے کریں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے وہ روشنی ملتی ہے جو اس سے پہلے ہزار برس کے مجاہدے سے نہیں مل سکتی تھی۔ فرمایا کہ:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ وہ کیسی کتابیں ہیں جو ہمیں بھی اگر ہم ان کے تابع ہوں، مردود اور مخذول اور سیاہ دل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا ان کو زندہ نبوت کہنا چاہئے جن کے سایہ سے ہم خود مُردہ ہو جاتے ہیں''۔ (یعنی پہلی جو شریعتیں ہیں) ''یقیناً سمجھو کہ یہ سب مُردے ہیں۔ کیا مُردہ کو مُردہ روشنی بخش سکتا ہے؟ یسوع کی پرستش کرنا صرف ایک بُت کی پرستش کرنا ہے۔......کوئی اس کو قبول کرے یا نہ کرے مگر یہی سچ ہے اور سچ میں برکت ہے کہ آخر اس کی روشنی دنیا پر پڑتی ہے، تب دنیا کی تمام دیواریں چمک اُٹھتی ہیں مگر وہ جو تاریکی میں پڑے ہوں''۔ (سو اُن کو اثر نہیں ہوتا۔) ''سو آخری وصیّت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی واُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اُس کے پَیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اُس کے ساتھ ہوں گی۔ والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔''

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82-83)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان پر، آپ کے کام اور آپ کی مشکلات کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک زمانہ جو نوعِ انسان پر آیا، وہ اس بات کا مقتضی تھا'' (اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ) ''جو اسی زمانہ کے مطابق کتاب دی جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی وحدت کا جب خدا نے ارادہ کیا تب ہر ایک قوم کے لئے جدا جدا رسول بھیجا''۔ (قوم کو اکٹھا کرنا تھا تو ہر ایک قوم کے لئے نبی آیا) '' اور یہ قومی وحدت اقوامی وحدت سے مقدم تھی''۔ (اُس زمانے میں) '' اور حکمتِ ربّانی اس امر کی مقتضی تھی کہ اوّل ہر ایک ملک میں قومی وحدت قائم کرے اور جب قومی وحدت کا دور ختم ہو چکا، تب اقوامی وحدت کا زمانہ شروع ہو گیا''۔ (جب قومی وحدت کا وہ دور ختم ہو گیا، انسانوں کو کچھ نہ کچھ اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا آ گیا، ایک اکائی قائم کرنا آ گئی۔ تب بین الاقوامی وحدت کا زمانہ شروع ہوا) '' اور وہی زمانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا تھا''۔ (کیونکہ آپ نے تمام دنیا کے انسانوں کو پھر جوڑنا تھا) '' اور یاد رہے کہ کسی رسول اور کسی کتاب کی اسی قدر عظمت سمجھی جاتی ہے جس قدر اُن کو اصلاح کا کام پیش آتا ہے اور جس قدر اس اصلاح کے وقت مشکلات کا سامنا پڑتا ہے''۔ (یعنی جو رسول پہلے گزرے ہیں، اُن کی عظمت اتنی سمجھی جاتی ہے جتنا اُن کے سامنے اُن کا اصلاح کا کام ہو، کیونکہ اُتنی ہی حد تک اُن کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جن کا انہوں نے حل کرنا ہوتا ہے۔) فرمایا کہ '' سو یہ بات ظاہر ہے کہ ابتدائے زمانہ میں جو کتاب نازل ہوئی ہوگی، وہ کسی طرح کامل مکمل نہیں ہو سکتی''۔ (کیونکہ کام بھی آسان تھا اور محدود تھا) فرمایا '' کیونکہ ابتدائے زمانہ میں ان مشکلات کا وہم و گمان بھی نہیں آ سکتا تھا جو بعد میں پیدا ہوئیں۔ ایسا ہی قومی وحدت کے زمانہ میں اُس وقت کے نبیوں اور رسولوں کو وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آ سکتی تھیں جو اقوامی وحدت کے زمانہ میں اُس نبی کو پیش آئیں جس کو یہ حکم ہوا کہ جو تمام قوموں کو ایک وحدت پر قائم کرو''۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 146-147)

یعنی یہ مشکلات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیں جب آپ کو ساری دنیا کو اکٹھا کرنے کا حکم ہوا۔ یعنی جتنا مشکل وسیع کام ہے، اتنی ہی مشکلات ہیں۔ اور یہی ایک حقیقی مسلمان کا بھی آج فرض ہے کہ اس پیغام کو لے کر دنیا میں پھیلائے۔

اپنی عربی تحریر 'البلاغ' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، جس کا عربی سے ترجمہ یہ ہے کہ:

اُس نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے۔) تمام امورِ خیر میں صاحبِ کمال ہے۔ کمالات کے تمام انواع میں ہر رنگ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ ام القریٰ میں آنے والا موعود نبی جو سچ مچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ اُس کے فیضیابوں کی زبانیں ہر وقت اُس کی ستایش سے تر رہتی ہیں۔ اور وہ اس روح سے بھی کامل ستایش کا مستحق ہے کہ اُس نے اُمّت کی خاطر انتہائی مشقت و محنت اپنے اوپر لی اور دین کی عمارت کو بلند کیا۔ اور اس لئے بھی کہ وہ ہمارے لئے ایک روشن اور تاباں کتاب لایا۔ اور اس لئے بھی کہ اُسے اپنے خداوند ربّ العالمین کے پیغاموں کے پہنچانے میں ہمارے لئے طرح طرح کی ایذاؤں کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اس لئے بھی کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں ناتمام اور ناقص رہا تھا اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل کیا اور ہمیں افراط اور تفریط سے اور دیگر تمام عیوب ونقائص سے پاک شریعت عطا کی اور اخلاق کو کمال تک پہنچایا اور جو جو کچھ ناقص تھا اُسے کامل کیا۔ اور تمام اقوامِ عالم کو اپنا ممنونِ احسان کیا اور چوٹی کے فصیح و بلیغ بیانوں اور نہایت روشن وحی کے ذریعہ سے رُشد کی راہیں بتائیں اور مخلوق کو گمراہی سے بچایا اور اپنے نمونہ کے ذریعہ سے کنارہ کش بنایا اور بہائم واَنعام کو گویا کر دیا۔'' (یعنی جو انسان جانور کی طرح تھے اُن کو بھی زبانیں عطا کر دیں) '' اور اُن میں ہدایت کی روح پھونک دی اور تمام مرسَلین کے وارث بنا دیا۔ اور اُنہیں ایسا پاک و صاف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے پانی کی طرح اپنے خون بہا دیئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو بکلّی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اور پھر دوسری طرف آپ نے اچھوتے اور مخفی در مخفی لطائف و معارف اور نادر نکات کی تعلیم دے کر ہمارے جیسے آپ کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والوں کو حقیقی فضیلت کے مقام پر پہنچا دیا۔ اور آپ کی رہنمائی کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ہم فلک بریں پر جا پہنچے۔ بعد اس کے کہ ہم زمین میں دھنس چکے تھے۔ (یعنی اس رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین سے اُٹھا کے آسمان پر پہنچا دیا۔)'' پس اے اللہ! روزِ جزا تک اور ابدالآباد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیج۔ نیز آپ کی آل پاک طاہرین، طیبین اور آپ کے صحابہ کرام پر جو آپ کے ناصر بھی بنے اور منصور بھی۔ جو اللہ تعالیٰ کی چنیدہ اور برگزیدہ جماعت ہے۔ جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور آبروؤں اور اپنے اموال واولاد پر اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔''

(البلاغ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 433-434)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اخروی کا ثبوت کیا ہے؟ فرمایا:

''ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو۔ سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بارہا اُس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اُس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیع ہونا اَجلی بدیہات معلوم ہوتا ہے''۔ (بہت روشن تر اور واضح تر معلوم ہوتا ہے۔) '' کیونکہ آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا، ایسے موحّد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے''۔

(عصمت انبیاء علیھم السلام۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 699-700)

لیکن کیسی بدقسمتی ہے کہ دوسرے مسلمان سمجھتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور اس طرح شفاعت کے دروازے کو بند کر رہے ہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے۔ اور ایسے معجزات شمار کے رُو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی اُمّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں

تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں‘‘۔

یہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو صرف تین ہزار کہتے ہیں اور اپنے معجزات کو لاکھوں میں بیان کرتے ہیں۔ جبکہ آپ یہ فرمارہے ہیں کہ آج تک جو معجزات ہو رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہو رہے ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک بلکہ شاید کروڑوں تک پہنچ گئی ہو۔ اور جماعت احمدیہ ہر روز اس کا مشاہدہ کرتی ہے۔

فرمایا: ’’اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانے میں اس عاجز کے ذریعہ سے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، آپ کے ذریعے سے) ’’خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے پیارا جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں اُن کے پاس ہیں۔ مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اِس اُمّت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اُس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآنِ شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ اُن کو سچا نبی سمجھتا۔ کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اُس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف اُن قصّوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہوسکتی۔ وجہ یہ کہ صدہا برس کے گزشتہ قصے کذب کا بھی احتمال رکھتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے۔ پھر کیونکر دلی یقین سے اُن قصوں کو واقعاتِ صحیحہ مان لیا جائے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود اُن نشانوں کو پا لیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ بتازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اُس کمال سے مراتبِ عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے، بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں‘‘۔ (بندوں کو خدا بنایا گیا، کئی لوگوں کو کراماتی جانا جاتا ہے) ’’مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو‘‘۔ کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ (نعرے) ’’سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘‘۔ (یہاں آپ کو نعرہ لگانا چاہئے تھا) ’’خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔‘‘ (نعرے) ’’دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے۔ گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندہ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 154 تا 157 حاشیہ)

یعنی محمدؐ ہر دو جہان کے امام اور نور ہیں۔ محمدؐ زمین و زمان کو روشن کرنے والے ہیں۔ خدا کے خوف کی وجہ سے اُس کو خدا تو نہیں کہتا۔ مگر اُس کا وجود دنیا کے لئے خدا نما ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ہمدردی اور دنیا کو روشن کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’دنیا میں ایک رسولؐ آیا تا کہ اُن بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرہ ہے؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اُس رسولؐ کو کہ جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان۔ یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسولؐ، ہاں وہی آفتابِ صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مردے شرک اور دہریت کے فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔...... جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اُس کی پہلی دنیا کیا تھی؟ اور پھر اُس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابِ عالیؐ سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے۔ اور اُس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال وقدّوس کی جگہ پر بٹھایا تھا۔ اور یہ ایک سچّا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا؟ وہ یہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اُس رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اُس کے اُن کاموں سے ثابت ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں: ’’اندھے مخلوق پرستوں نے اُس بزرگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مُردہ پرستی روز بروز کم ہوگی۔ یہانتک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو ردّ کر دے گا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نُور ہے چمکے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد دوم صفحہ 305-307 مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دُنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دُنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کیلئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة:6-7) موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرونِ اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر ہے‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

پس یہ چند نمونے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات کے دکھائے ہیں جن سے ہمیں پہلے سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان اور آپؐ کے جاری فیضان کا علم وعرفان حاصل ہوتا ہے۔ پس کیا ہے کوئی اَور جو اس گہرائی اور دلیری سے دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ظاہر کرنے والا ہو۔ یقیناً نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوسکتا ہے۔ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں دلوں میں بٹھانے کے لئے جس جری اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ آپ علیہ السلام ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والوں، اسلام پر حملہ کرنے والوں کے ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دشمن دفاع پر مجبور ہوگیا۔

پس ناموسِ رسالت یہ نہیں کہ گھر بیٹھے باتوں کے تیر چلائے جائیں۔ ناموسِ رسالت کے نام پر کمزوروں اور کلمہ گوؤں کو بہیمانہ طور پر ظلم کا نشانہ بنایا جائے بلکہ اسلام کی اصل خدمت اور غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔ لوگوں کے ذہنوں میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کیا جائے۔ پس اس کام کو دنوں کو خاص کر کے سال میں محدود کر کے کبھی نہیں کیا جا سکتا۔ حُبّ پیمبری کا دعویٰ ہے تو ہر دن اور ہر لمحے کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے صَرف کرنا ہوگا اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کے ہر فرد کے سپرد کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر احمدی اس فریضہ کو انجام دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ یا آسٹریلیا کے براعظموں کے شہروں اور قصبوں کی گلیاں ہوں یا کونسل ہال ہوں یا سکول ہوں یا یورپ اور امریکہ کے ایوان، غریب ہوں یا امیر، ہر طبقہ اور ہر جگہ احمدی ہی ہیں جو غیروں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اسلام پر حملے کے ایسے جواب دیتے ہیں کہ اکثر ہر شریف الطبع یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر یہ اسلام ہے اور یہ سیرت خاتم الانبیاء ہے تو ہم غلطی پر تھے اور آج اس تعلیم اور سیرت کے واقعات سننے کے بعد ہمارے شکوک وشبہات دور ہو گئے ہیں اور ہر دورے پر مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ اسی طرح لوگوں کے اظہار ہوتے ہیں۔ پس آج بھی اگر کسی نے اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جانے والے تیروں کو روکنے کے لئے طلحہ کا ہاتھ دیکھنا ہے تو وہ اس جری اللہ کے ماننے والوں میں ہی نظر آئے گا۔ آج بھی اگر اسلام کے دفاع میں اپنے جسم کے انچ انچ پر زخم کھانے والے خالد بن ولید دیکھنے ہیں تو وہ جماعت احمدیہ میں ہی نظر آئیں گے۔ آج بھی اسلام کی سربلندی کے لئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایک کے بعد دوسرا شہید ہوتا دیکھنا ہے تو وہ جماعت احمدیہ میں نظر آئے گا۔

ان مخالفینِ مسیح الزمان کو ان باتوں کا کیا ادراک ہو سکتا ہے کہ ناموسِ رسالت کیا ہے اور اسلام کی خاطر قربانیوں کے اسلوب کیا ہیں؟ یہ سیکھنے کے لئے تو اس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق سے جڑنا ہوگا۔ پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کی لَو کو 2012ء کی اس آخری رات میں بھی روشن کر دو اور پھر اس کو کسی سال تک محدود نہیں رکھنا بلکہ ہر سال اور ہر دن اُس وقت تک اُسے روشن رکھنا ہے جبتک کہ یا زندگی ختم ہو جائے یا تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جائے۔

پس آج اس سال کے آخری دن میں ہر احمدی یہ عہد کرے اور ہر سال کے نئے چڑھنے والے دن میں یہ عہد ہر احمدی کرے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہم ہر قسم کی قربانی دیتے چلے جائیں گے۔ یاد رکھیں ہماری فتوحات کے لئے دعاؤں کی شرط خدا تعالیٰ نے رکھی ہوئی

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 20 3609 4712

ہے۔ پس دنیا میں بسنے والا ہر احمدی اس سال کو الوداع اور نئے سال کا استقبال ان دعاؤں کے ساتھ کرے۔ اے مسیح الزمان کی بستی میں آج جلسہ میں آئے ہوئے احمدیو! اس بستی کی اس رات کو بھی اپنی دعاؤں سے اس طرح جگا دو کہ تمہاری دعائیں عرش کے پائے ہلا دیں۔ اے پاکستان سے آئے ہوئے مظلوم احمدیو! تمہاری دعائیں تو ایک انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ بلکہ انقلاب لا سکتی ہیں۔ پس آج اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پگھلا کر پیش کر دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (نعرے)

خدا کرے کہ ہم جلد تر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔ دنیا کے کسی کونے میں کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان کھول سکے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اعلیٰ اظہار آپ پر درود بھیجنے میں ہے۔ پس درود کو اپنی دعاؤں کا اہم ترین حصہ بنا لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ اُن کو جنابِ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسولِ مقبول کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فردِ بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا''۔ (یعنی سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو) ''یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے اور اس کو مستقل مزاجی سے قائم رکھنا کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اُٹھاتے رہے ہیں، یا آئندہ اُٹھا سکیں، یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے، وہ سب کچھ اُٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو''۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب قربان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس سوچ کے ساتھ درود پڑھا جائے)۔ فرمایا'' اور کوئی ایسی مصیبت، عقل یا قوتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اُٹھانے سے دل رُک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اُس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو......''۔

فرمایا:'' پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا کہ وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اُس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔ اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو۔ اور یہاں تک یہ توجہ رَگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے''۔

(مکتوبات جلد اول صفحہ 522-523)

اتنا شدید اثر ہو کہ سوتے جاگتے ہر وقت درود زبان پر ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھر دے اور ہم جلد سے جلد اسلام کو دنیا میں کامیاب ہوتا دیکھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

بقیہ رپورٹ: امن سمپوزیم ازصفحہ نمبر 14

مغربی حملہ آور یا مغربی طاقتوں کے تسلّط کا آلۂ کار نہ سمجھے جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ عرب لیگ مقامی تنظیم ہے اور پہلے سے قائم ہے اس لئے اسے چاہئے کہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرے اور شام میں ایک منصف حکومت کا قیام عمل میں لائے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جہاں بھی تمہیں کوئی دانشمندانہ پُرحکمت مشورہ ملے اسے اپنی کھوئی ہوئی میراث کی طرح اپنا لو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں یہ حکمت سمجھائی ہے کہ اس بات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو کہ بتانے والا کون ہے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ مشورہ اس وقت اسرائیل کے صدر کی طرف سے ملا ہے مگر مسلمان ممالک کو توجہ سے اس پر غور کرنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا: بدقسمتی سے شام کا مسئلہ کوئی تنہا مسئلہ نہیں ہے جس کا حل نکال لیا جائے۔ دراصل امن کی تلاش میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ عرب ممالک کے اندر بذاتِ خود انصاف کا فقدان ہے یا انصاف سرے سے ہے ہی نہیں۔ جب یہ ممالک اپنے شہریوں کو ہی انصاف نہیں دیتے تو پھر وہ دوسرے ممالک میں انصاف کے قیام کا تصور کیسے کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: صورتحال یہ ہے کہ نتیجتاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا اس وقت ٹکڑیوں میں بٹ گئی ہے اور تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ اگر صورتحال مزید بگڑ گئی تو کوئی گروہ بھی بچ نہیں سکے گا۔ مشرقی ممالک جنہیں مغربی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل ہے یا مغربی طاقتیں بذاتِ خود بھی اس صورتحال میں اس تباہ کن صورتحال کا شکار ہو جائیں گی۔ نتیجہ ان تمام کارروائیوں کا ایک ہولناک جنگ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ اس قسم کی جنگ میں یہ امر غالب ممکنات میں سے ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال ہو گا۔ اس تمام صورتحال میں صرف ایک ہی امید کی کرن ہے اور وہ اس طریق سے انصاف کا قیام ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔ اگر ایسا انصاف قائم کیا جا سکے کہ ہر ملک دوسرے ملک کے لئے اور ہر بڑی طاقت دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں تو امن کا قیام ممکن ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس طریق سے امن کے حصول کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ کہ تمام گروہ منصفانہ گواہی دینے کو تیار ہوں بجائے اس کے کہ دوسروں کے خیال کو ردّ (Veto) کرنے کی اجازت چند چنیدہ ہاتھوں میں دے دی جائے۔ شخصی آزادی کی بنیاد پر قائم حکومت اور سچّا انصاف ہر انسان کو حاصل ہو۔ اگر یہ اقدامات کئے جائیں تو پھر ہمیں اقوام کے مابین امن مل سکتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دہشتگرد تنظیمیں خودبخود زندگی سے محروم ہو کر ختم ہو جائیں گی کیونکہ انہیں پناہ دینے والا کوئی نہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: حالیہ زمانہ تک دہشتگرد گروہ افغانستان یا پاکستان میں پائے جاتے تھے مگر قریب کے وقتوں میں انہوں نے افریقن ممالک میں اور بعض دوسرے ممالک میں سر اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ بہرصورت اگر سچّا امن انصاف کے تقاضوں کے مطابق حاصل کر لیا جائے تو پھر عوام الناس اٹھ کھڑے ہوں گے اور طاقت کے ساتھ انتہا پسندی اور دہشتگردی کے رجحانات کو ردّ کر دیں گے اور یہ جذبے سرد پڑتے اور زندگی کی ہر رمق سے محروم ہو کر اپنی موت مر جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمانوں میں سے بنے ہوئے دہشتگرد گروہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اپنی نفرتوں اور عناد کی بنیاد پر کی گئی حرکتوں کو دین اسلام کے نام پر جائز بنا کر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس جس کو وہ اسلامی تصوّر کے طور پر پیش کرتے ہیں حقیقی اسلام کا اس سے کوئی بھی واسطہ نہیں۔ حقیقی اسلام تو امن کا پیغامبر ہے جس کے حسن اور پاکیزگی نے دنیا کو منوّر کیا۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ دنیا کیوں تباہی کے گڑھے کے دہانے پر کھڑی ہے؟ اس کی متعدد وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک وجہ دہشتگردی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ عالمی جنگ کا خطرہ اس وقت عالمِ انسانیت کو سب سے بڑا خطرہ ہے۔ یہ ایک حقیقی خطرہ ہے جسے دور کرنے کے لئے ہمیں انصاف سے سوچنا پڑے گا، منصفانہ سوچ اور عمل کو اپنانا ہوگا تا کہ ہم دنیا کو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ اس وقت دنیا میں بے چینی اور نقصِ امن کی سب سے بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ حالیہ مالی بدحالی ہے۔ معاشی ابتری گزشتہ چند سالوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ حال ہی میں لکسمبرگ (Luxembourg) کے وزیر اعظم نے ایک انٹرویو میں کہا کہ اس وقت معاشی فضا بالکل اس قسم کی ہے جس کا سامنا دنیا کو جنگ عظیم دوم سے پہلے ہوا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے خواہ اس خیال سے متفق نہ ہوں مگر مَیں اس تجزیہ کو ایک حقیقت سمجھتا ہوں بلکہ مَیں اس سے بڑھ کر یہ کہوں گا کہ یہ صورتحال وہی ہے جو جنگ عظیم دوم سے کچھ سال پہلے سے پیدا ہونی شروع ہو گئی تھی۔ لکسمبرگ کے وزیر اعظم نے ایک تنبیہ کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر فوری اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے اور توجہ دینی چاہئے۔ انہوں نے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ ہر وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ مستقل (آتش فشاں کی طرح) یورپ کا مسئلہ جنگ و امن ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے وہ ایک بہت زبردست غلطی میں مبتلا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس تمام صورتحال کے پیش نظر ہمیں یہاں بیٹھ کر صرف یہی فکر نہیں کرتے رہنا چاہئے کہ ہم کہیں ایشیائی لڑائیوں میں ملوّث نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں بہت زیادہ فکر ان مسائل کی ہونی چاہئے جو ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ اگر ہم یورپ کے اپنے معاشی بحران اور اس کے جو اثرات مستقبل پر مرتب ہوں گے ان کا تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یورپین عوام کے اندر ایک گہری بے چینی پیدا ہو گئی ہے جو روز بروز بڑی سرعت کے ساتھ پریشانی میں بدلتی جا رہی ہے۔ حضور انور نے تنبیہ فرمائی کہ اگر ان مسائل کو موقع کی نزاکت اور شدید اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے صحیح طریق سے سنبھال نہ لیا گیا تو تباہ کن نتائج پیدا ہوں گے۔ ان وجوہات کی بنا پر تمام طاقتوں کی ذمّہ داری ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کریں اور باہمی اتحاد پیدا کریں۔ تمام فریق باہمی تبادلۂ خیال کے در کھول دیں تا کہ باہمی رواداری اور سکون کے ساتھ دنیا کے مسائل کا حل ڈھونڈ نکالیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ اقدامات ازبس ضروری ہیں تا کہ دنیا میں امن کا قیام ممکن بنایا جا سکے۔ حضور انور نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے کہا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کو ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب ختم کرنے سے پہلے حضور انور نے فرمایا: آج اس موقع پر مَیں ڈاکٹر Boachie Adjei کو دلی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس سال احمدیہ امن انعام کے حقدار قرار پائے ہیں۔ مجھے ان کی انسانیت کے لئے خدمات کے بارہ میں معلوم کر کے بے حد خوشی اور مسرّت ہوئی ہے۔

حضور انور نے آخر میں تمام معزّز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے ہماری اس تقریب میں شرکت اختیار کی۔ حضور انور نے فرمایا: مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ آپ کی یہاں شمولیت آپ کے لئے باعثِ خوشی اور فائدہ مند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

شکریہ اور دعا کے ساتھ حضور انور نے خطاب ختم فرمایا۔

بقیہ رپورٹ: دورہ امریکہ 2013ء ازصفحہ نمبر 14

فرمایا: ہم کسی بھی مذہب کو غلط نہیں کہتے۔ ہر مذہب خدا کی طرف سے تھا۔ تمام انبیاء خدا کی طرف سے آئے اور سچّی تعلیمات لے کر آئے۔ ہم تمام نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ سب خدا کی طرف سے تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات بدل گئیں۔ جس طرح مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا، اس کی تعلیمات کو چھوڑ دیا اور تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا، سچّی تعلیمات بھول گئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم کہتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے اپنے مذہب کی سچی تعلیمات پر عمل کریں تو وہ ضرور بالآخر اسلام کی تعلیم کو قبول کر لیں گے۔

......نمائندہ کے اس سوال کے جواب میں کہ امریکہ میں عوام مسلمانوں کے دہشتگردی کے واقعات کی وجہ سے اسلام سے متنفّر ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان وساوس اور غلط فہمیوں کو دُور کرنے کے لئے کچھ وقت لگے گا۔ ممکن ہے کہ موجودہ نسل اسلام کو قبول نہ کرے لیکن اگلی نسل ضرور کرے گی۔ لوگ عموماً مذہب سے بیزار اور لاتعلق ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ خدا پر یقین نہیں رکھتے اور دہریہ ہو چکے ہیں۔ مذہب کے بارہ میں ان کے خیالات مختلف ہیں۔ لیکن یہ لوگ واپس آئیں گے اور مذہب کی طرف رجوع کریں گے اور اس وقت ہم اس خلا کو پُر کرنے والے ہوں گے۔ یہ لوگ جب بھی مذہب کی طرف آئیں گے تو انشاء اللہ اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف آئیں گے۔

اس انٹرویو کے آخر پر نمائندہ جرنلسٹ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ یہ انٹرویو سوا دس بجے تک جاری رہا۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام دسویں امن سمپوزیم کا انعقاد

❁...... میں نے آپ کی جماعت سے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں نے یہ سیکھا ہے کہ اسلام کی بنیاد مخلوقِ خدا کے زندہ رہنے کے حقوق، ہر انسان کے لئے مساوی حقوق، رواداری اور انصاف پر مبنی ہے۔

❁...... آپ کی جماعت میں جو رضا کارانہ خدمت کرنے کی روح پائی جاتی ہے یہ بے لوث جذبہ ہی دراصل قیام امن کی روح بن جاتا ہے۔

❁...... آپ نے جو رہنمائی یہاں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں عطا کی ہے اس کے ذریعہ آپ نے دنیا کے بہت سے حصوں کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔

——————— (امن سمپوزیم میں مختلف مہمان مقررین کا اظہار خیال)

چوتھا سالانہ احمدیہ امن انعام گھانا سے تعلق رکھنے والے DR. Oheneba Boachie-Adjei کو دیا گیا۔

❁...... ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ اس تقریب کا اہتمام کرتی ہے تا کہ ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ ہم نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہر طریقے سے کوشاں ہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

❁...... اگر ہم سچے دل سے امن چاہتے ہیں اور دنیا کو تباہ ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ازبس ضروری ہے کہ ہم انصاف اور سچائی سے وفاداری کے ساتھ چمٹے رہیں۔

❁...... یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمانوں میں سے بنے ہوئے دہشتگرد گروہ اپنی نفرتوں اور عناد کی بنیاد پر کی گئی حرکتوں کو دین اسلام کے نام پر جائز بنا کر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس جس کو وہ اسلامی تصوّر کے طور پر پیش کرتے ہیں حقیقی اسلام کا اس سے کوئی بھی واسطہ نہیں۔ حقیقی اسلام تو امن کا پیغامبر ہے جس کے حسن اور پاکیزگی نے دنیا کو متوثر کیا۔

❁...... عالمی جنگ کا خطرہ اس وقت عالمِ انسانیت کو سب سے بڑا خطرہ ہے۔ یہ ایک حقیقی خطرہ ہے جسے دُور کرنے کے لئے ہمیں انصاف سے سوچنا پڑے گا، منصفانہ سوچ اور عمل کو اپنانا ہوگا تا کہ ہم دنیا کو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔

(اسلامی تعلیم کی روشنی میں عالمی حالات کے تجزیہ اور امن عالم کے قیام کے لئے مفید مشوروں پر مشتمل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی۔ لندن

(طاہر ہال۔ بیت الفتوح۔ لندن)

23 مارچ 2013ء کو مسجد بیت الفتوح کے طاہر ہال میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے دسویں نیشنل امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔ مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے 800 مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی جن میں برطانوی وزراء، مختلف ممالک کے سفیر، برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران اور House of Lords کے ممبر شامل تھے۔ اس تقریب کا سب سے اہم حصّہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب تھا۔

تقریب کے پہلے حصّہ میں چند معزز مہمانوں کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ حاضرین سے مختصراً مخاطب ہوں۔ ان تقریروں کے بعد ڈاکٹر Boachie Adjei کی خدمت میں اس سال کا احمدیہ امن انعام پیش کیا گیا۔ یہ سالانہ انعام ہے اور 2013ء میں چوتھا سالانہ انعام ڈاکٹر بوَچی آجے کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے عطا فرمایا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے قیام و مقاصد کے بارہ میں مختصر تقریر کی اور بتایا کہ 2013ء جماعت احمدیہ برطانیہ کے لئے بہت تاریخی سال ہے کیونکہ اس سال برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہو رہے ہیں۔

مہمان مقررین کے ایڈریسز

مہمانوں میں سے Siobhain McDonagh جو برطانوی پارلیمنٹ کی ممبر ہیں اور برطانیہ میں All Party Parliamentary Group for the Ahmadiyya Muslim Community کی Chair-person ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے حاضرین سے مخاطب ہو کر مختصر تقریر کی اور کہا کہ گزشتہ کئی سالوں میں مَیں نے آپ کی جماعت سے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں نے یہ سیکھا ہے کہ اسلام کی بنیاد مخلوقِ خدا کے زندہ رہنے کے حقوق، ہر انسان کے لئے مساوی حقوق، رواداری اور انصاف پر مبنی ہے۔ انہوں نے مارٹن لوتھر کِنگ کا ایک مقولہ پیش کیا کہ اندھیرا اندھیرے کو دور نہیں کر سکتا اور نہ نفرت نفرت کو مٹا سکتی ہے۔ ان کے بعد جناب Stephen Hammond ممبر آف پارلیمنٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے علم ہے کہ حضور انور کے دور خلافت کو دس سال مکمل ہونے والے ہیں اور یہ دس سال حیران کُن گزر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی جماعت میں جو رضا کارانہ خدمت کرنے کی روح پائی جاتی ہے یہ بے لوث جذبہ ہی دراصل قیام امن کی روح بن جاتا ہے۔

ان کے بعد جو مقرر آئے وہ ڈاکٹر Charles Tannock تھے جو یورپین پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور European Parliament's "Friends of Ahmadiyya Muslim Group" کے چیئر مین ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے یورپین پارلیمنٹ میں دو تقاریب منعقد کرنے کا موقع ملا ہے۔ حالیہ تقریب جو دسمبر 2012ء میں منعقد ہوئی جس میں حضور امام جماعت احمدیہ نے شرکت فرمائی بہت ہی بابرکت تقریب ثابت ہوئی اور اس میں شرکت غیر معمولی تعداد میں ہوئی اور وہ تقریب بہت ہی کامیاب ہوئی۔

ان کے بعد Dr. Andrew Bennett نے تقریر کی جو کہ کینیڈا کے سفیر برائے مذہبی آزادی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صرف ایک ماہ قبل کینیڈا کے وزیرِ اعظم اسٹیفن ہارپر (Stephen Harper) نے مجھے اس نئے شعبہ کا سفیر مقرر کیا ہے۔ اس نئے شعبہ کی پہلی تقریب احمدیہ جماعت کینیڈا کی مسجد کے ملحقہ طاہر ہال میں 19 فروری 2013ء کو منعقد ہوئی تھی جہاں ہم نے اس بات پر زور دیا تھا کہ کینیڈا احمدیہ مسلم جماعت کا دنیا بھر میں وفادار دوست رہے گا۔

ان کے بعد برطانوی وزیر برائے توانائی اور ماحولیات جناب Ed Davey MP نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں حضور امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور حضور انور کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس امن سمپوزیم کا انعقاد شروع کروایا۔ آج اس کی دسویں سالانہ تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ میں حضور کو خراجِ تحسین اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے جو رہنمائی یہاں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں عطا کی ہے اس کے ذریعہ آپ نے دنیا کے بہت سے حصوں کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔ آپ ہر شخص کو باہمی رواداری اور دوسروں کو بہتر طور پر سمجھنے کی قابلیت دیتے ہیں اور یہ سکھاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے دل پر نگاہ رکھے تا کہ دلوں میں صرف محبت ہی جاگزیں رہے۔

معزز مہمانوں کی تقاریر کے بعد چوتھے سالانہ احمدیہ امن انعام کا حقدار قرار پانے پر Dr. Oheneba Boachie-Adjei کو حضور انور نے یہ انعام عطا فرمایا۔ ڈاکٹر بوچی آجے نے دنیا میں ترقی پذیر ممالک میں قیام امن کے لئے بے حد نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی انسانیت کی یہ خدمات ہزاروں دکھی اور بیمار انسانوں کے لئے امید کی کرن بن گئیں اور ان مایوس مصیبت زدہ لوگوں کو اپنے لئے مستقبل بنانے کی سہولت ملی۔ ڈاکٹر بوچی آجے اس تقریب میں شرکت کے لئے غانا سے تشریف لائے اور انعام حضور انور سے وصول کیا۔ انہوں نے اس موقع پر کہا کہ یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے اور وہ اپنے دل میں بہت انکسار کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ لوگ اس چیز کو یاد رکھیں کہ ان کا ماضی کہاں سے شروع ہوا تھا اور وہ جو حاصل کریں اس میں سے کچھ حصہ انسانیت کی خدمت کے لئے پیش کریں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریب سے پہلے اور تقریب کے اختتام پر عشائیہ کے بعد بہت سے مہمانوں کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ حضور انور کا خطاب حاضرین کے لئے دعوتِ فکر و عمل تھا اور تمام مہمانوں نے ہمہ تن گوش ہو کر خطاب کو بغور سنا۔ حضور انور کا خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ اس رپورٹ میں کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا اردو میں مفہوم ہدیہ قارئین ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ خطاب شروع فرماتے ہوئے تمام معزز مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں سب سے پہلے آپ سب معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور آج اس امن سمپوزیم میں شمولیت کی۔

آپ سب خواہ آج پہلی مرتبہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں یا ہمارے پرانے دوست ہیں مَیں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم حقیقتاً آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے اس تقریب کو اپنی شرکت کے ساتھ رونق بخشی ہے۔ آپ میں سے زیادہ تر افراد غیر مسلم ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے مَیں آپ کی شرکت کی قدر کرتا ہوں باوجود اس کے کہ آپ سب جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک مسلمان فرقہ ہے۔ عام طور پر کسی دوسرے مذہب وملّت کی تقریب میں شرکت کوئی انوکھی یا قابلِ ذکر بات نہیں ہوتی۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اعتقادات کے اختلاف کے باوجود لوگ ایک دوسرے سے گہرے دوستانہ روابط قائم کر لیتے ہیں جس کی وجہ ان کی وسعتِ قلبی اور عالی حوصلگی ہوتی ہے۔ بہرحال آپ کی اس تقریب میں شرکت بہت سی وجوہات سے قابلِ تعریف اور اہمیت کی حامل ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مسلمان گروہ کی طرف سے آئے ہوئے دعوت نامہ کو قبول کیا۔ نمبر دو یہ کہ ہماری مسجد کے احاطہ کے اندر منعقد کی گئی تقریب میں آپ کا بخوشی شامل ہونا خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے۔ اور نمبر تین یہ کہ آپ تشریف لائے باوجود اس کے کہ بعض نام نہاد مسلمانوں نے اپنی بعض حرکات کے نتیجہ میں غیر مسلموں کے دلوں میں خوف اور تحفظات پیدا کر دیئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ان تمام وجوہات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی شرکت کو انتہائی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے اس خوش دلی اور باہمی رواداری کے خُلق کے تحت یہ قدم اٹھائے ہیں۔ جو ہمارے پرانے دوست ہیں وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا عمل ہر طور سے وہی ہے جس کا پرچار جماعت دنیا میں کرتی ہے۔ اور یہ کہ جو بھی ہم کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس کی بنیاد سچی اسلامی تعلیمات پر ہے جس کی بنیاد ''محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بہر صورت جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آج ہمارے ساتھ شریک ہونے والوں میں بعض نئے دوست شامل ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام کے بارہ میں یا ہمارے بارہ میں کوئی شکوک وشبہات ہوں۔ تو میں انہیں مکمل یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ انہیں شائد ہی کوئی ایسا گروہ ملے جو ظلم، انتہا پسندی اور ظلم کی اس قدر مخالفت کرتا ہو جتنی جماعتِ احمدیہ کرتی ہے۔ ہمارا تو نصب العین ہی اعلیٰ درجہ کی محبت، شفقت اور برادرانہ رواداری کا قیام ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ان تعارفی کلمات کے بعد مَیں آج کے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ اس تقریب کا اہتمام کرتی ہے تا کہ ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ ہم نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ ہر طریقے سے کوشاں ہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ ایک نہایت اعلیٰ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں آپ کا تعاون اور آپ کی مدد درکار ہے۔ لہٰذا اسی غرض سے ہم نے آپ کو یہاں جمع کیا ہے تا کہ ہم ایک دوسرے کو اس مقصد کی اشدّ ضرورت کی اہمیت یاد کروائیں۔ امن کا حصول اور اس کے لئے سعی کرنا ایک ایسا عظیم مقصد ہے جس کی دنیا کو از حد ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے۔ جب ہم آج کی دنیا کے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں قیام امن کی جدوجہد کرنے کی جو اشدّ ضرورت اس وقت ہے اتنی تو کبھی اس سے پہلے ہوئی ہی نہیں۔ گزشتہ چار پانچ سال میں جو خوفناک حوادث اور مختلف شکلوں میں بحران پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں انہوں نے دنیا میں بے چینی اور بدامنی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ ہر دن جو گزرتا ہے اس کے ساتھ دنیا کا امن سمندر کی پیچھے ہٹی ہوئی لہروں کی طرح پیچھے سرکتا جا رہا ہے۔

حضور انور نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: دنیا میں بڑھتی ہوئی بدامنی ایک یا دو عناصر کی وجہ سے نہیں ہے۔ حقیقت میں متعدد وجوہات اس کا باعث بن رہی ہیں۔ ان وجوہات میں سے مَیں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ دنیا کا معاشی بحران عالمی بے چینی کا باعث بنا ہے جس سے دنیا بھر میں عوام دل شکنی اور مایوسی کا شکار ہوئے ہیں۔ ایک اور وجہ اس خلفشار کی قوموں میں اندرونی طور پر طاقت حاصل کرنے کی جنگ ہے۔ پھر ایک اور وجہ نقصِ امن کی یہ بنتی ہے کہ شہریوں کے حقوق ناانصافی کے ساتھ غصب کر لئے جاتے ہیں۔ اس میں یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک پارٹی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے دوسرے گروہوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ طریق کا راستعمال کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں ناانصافی پھوٹ پڑنے کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اس کا براہ راست نتیجہ باہمی اعتماد کے ٹوٹ جانے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر گروہ یا حکومتیں نہ صرف رشک اور لالچ سے دوسری قوموں کی دولت اور قدرتی وسائل کی طرف دیکھتی ہیں۔ اور یہ لالچ نظروں تک محدود نہیں رہتے بلکہ دوسروں کی دولت کو زبردستی ہتھیانے کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں جن کا انہیں کوئی بھی حق حاصل نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: ان وجوہات اور اسباب کی ایک لمبی فہرست ہے جن سے دنیا نفرت اور بدامنی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی جا رہی ہے۔ ان وجوہات میں سے مَیں نے چند ایک کی یہاں نشاندہی کی ہے۔ یہ وجوہات انتہائی خطرناک نتائج پیدا کر رہی ہیں اس لئے از بس ضرورت ہے کہ ہم مل کر غور کریں تا کہ ہم دنیا میں امن کا قیام کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اختلافات اور دشمنیاں روزانہ بڑھ رہی ہیں اور قابو سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ دنیا کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ عرف عام میں کہا جاتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی کو جگری دوست بنانا بہت ہی مشکل ہے مگر کسی کو جان کا دشمن بنا لینا آسان ہے۔ آج کی دنیا کا آپ تجزیہ کر لیں آپ دیکھیں گے کہ معاشرہ میں چھوٹے سے چھوٹے دائرہ سے لے کر، قوم کے دائرہ سے بین الاقوامی سطح تک آپ کو یہی حال نظر آئے گا۔ نہ صرف افراد اور قومیں نفرت کو ہوا دیتی نظر آئیں گی اور خوفناک کارروائیاں نہ صرف خودکرتی نظر آئیں گی بلکہ دوسروں کو بھی ظالمانہ اور غاصبانہ کارروائیوں پر اکساتی اور ملوّث کرتی دیکھی جاتی ہیں۔ ایک طرف مظالم اور جبر و استبداد کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تو دوسری طرف ان لوگوں کی تعداد میں مسلسل کمی ہوتی جا رہی ہے جو دنیا میں انصاف، اعلیٰ اخلاق اور صلح جوئی کی سچّی تدبیریں کرنے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جماعت احمدیہ مستقل طور پر دنیا میں ایک پُر امن معاشرہ کے قیام کے لئے تدبیریں کر رہی ہے اور آج کی تقریب بھی اسی سعی کی ایک کڑی ہے کہ کس طرح دنیا میں ایک سچّا اور پائیدار پر امن معاشرہ قائم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: کہ گزشتہ پانچ چھ سالوں میں جہاں تک بھی میری پہنچ ہو سکی ہے میں نے تمام حلقوں کو دنیا میں خبردار کیا ہے کہ دنیا کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ بگڑتی ہوئی معاشی اور سیاسی حالت دنیا کو ایک خطرناک تباہی کی طرف دھکیلتی جا رہی ہے۔ خطرہ ہے بلکہ واضح طور پر ممکن بنتا جا رہا ہے کہ یہ صورتحال ایک ہولناک عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لے گی۔ گزشتہ عالمی جنگ کو 65 سال گزر چکے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ عوام الناس نے اس ہولناک تباہی اور بربادی کو بھلا دیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں سات کروڑ انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے جن میں سے زیادہ تر معصوم افراد تھے، جو نہ چاہتے ہوئے اس آفت میں گھیر لئے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ سال برطانیہ میں امن سمپوزیم کے موقع پر میں نے تنبیہات کی تھیں۔ اس کے چند ماہ بعد میں نے امریکہ کا دورہ کیا اور مجھے Capitol Hill پر دار الحکومت میں ممبران کانگریس (Congress) کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس موقع پر سیاستدانوں کے علاوہ متعدد اہم مفکّرین اور ماہرین تعلیم کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہونے کی حیثیت سے امریکی حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو وسیع تر دنیا کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ مَیں نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں کوتاہی کی اور انصاف کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا نہ کیا تو وہ دنیا کو ایک ہولناک تباہی کی طرف دھکیلنے والے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے انہیں تنبیہ کی کہ اگر (خدانخواستہ) ایسا ہوا تو آنے والی نسلیں ہمیں اور خاص طور پر بڑی طاقتوں کو ملزم ٹھہرائیں گی۔ ہماری آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی کیونکہ وہ اس حقیقت کو سمجھ جائیں گی کہ ہم جو اضطراب بھری تکلیف دہ زندگی ان کے لئے ورثہ میں چھوڑ جائیں گے، اگر ہم کوشش کرتے تو اس آفت کو پھٹنے سے پہلے سمجھداری کے ساتھ روک سکتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح گزشتہ ماہ دسمبر میں ہمارے بہت اچھے معزز دوست ڈاکٹر Charles Tannock جو یورپین پارلیمنٹ کے ممبر ہیں (جنہوں نے ابھی یہاں تقریر بھی کی ہے) انہوں نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ میں ایک تقریب کا انعقاد کیا جہاں مجھے اس پارلیمنٹ کے ممبران سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ وہاں بھی مختلف ممالک کی پارلیمان کے ممبر موجود تھے اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے بہت سے با اثر افراد شامل ہوئے تھے۔ مَیں نے اس موقع پر بھی دنیا میں قیام امن کی ضرورت پر تقریر کی اور یورپین ممالک کو ان کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں نے دنیا میں قیام امن کی ضرورت کے بارہ میں دنیا کے مختلف ممالک میں بار باران تقاریر کے ذریعہ خبردار کرنے کی سعی کی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ جن لوگوں نے میری تقاریر کو سنا ہے انہوں نے اس سے کیا اثر قبول کیا ہے اور مجھے اس کا بھی علم نہیں کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں کس حد تک اس سلسلہ میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود مَیں انشاءاللہ العزیز بہر صورت اپنا فرض ادا کرتے ہوئے امن، رواداری، انصاف اور مخلوقِ خدا کے لئے رحم جیسے اعلیٰ مقاصد کو زمین کے کناروں تک پھیلانے کے لئے بھرپور کوششیں کرتا رہوں گا۔ مَیں تمام لوگوں میں ان خیالات کا پرچار کرتا رہوں گا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سچّا انصاف اور تمام انسانوں کے لئے مساوی حقوق کا قیام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں آپ کو اس سوال کا جواب قرآنی تعلیمات سے پیش کروں گا کہ دراصل انصاف ہے کیا؟ اور اس کے قیام کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے کہ تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) خدا تعالیٰ کی خاطر سچّی گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے خلاف یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف پڑتی ہو۔

(سورۃ النساء آیت 136) اور پھر سورۃ المائدہ آیت 9 میں قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے کہ کسی قوم کے ساتھ خواہ دشمنی ہی کیوں نہ ہو، یا نفرت پیدا ہوگئی ہو، اس کے باوجود ”کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم ہمیشہ انصاف کرو“۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے محبت کرنے ولے خالق و مالک کو پسند ہے۔

حضور انور نے فرمایا: قیام امن کے لئے از بس ضروری ہے کہ پہلا قدم یہ ہو کہ انصاف کو اس اعلیٰ معیار کے مطابق اپنایا جائے۔ مگر جب ہم دنیا کے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کے اعلیٰ اخلاق کہیں پر بھی عمل میں نہیں لائے جاتے۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انصاف کے یہ اعلیٰ معیار بھلائے جا چکے ہیں۔ حتی کہ مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد بھی ان معیاروں کو چھوڑ چکی ہے مسلمانوں کو اپنانے ہوں گے بلکہ غیر مسلموں کو بھی اور تمام قوموں کو بھی۔ کیونکہ ایٹمی تابکاری کے ہولناک اثرات کسی سے بھی رعایت نہیں برتیں گے کیونکہ وہ تباہ کن اثرات کسی طاقت سے روکے نہیں رکیں گے۔ مغرب میں رہنے والے بھی اور مشرق میں رہنے والے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔

حضور نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اس وقت کے حالات میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ عالمی جنگ کے شعلے ایشیا کے ممالک سے اٹھیں گے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مغرب کے ممالک اس سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے شمالی اور جنوبی کوریا کی مثال کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے تعلقات تیزی سے خراب ہو رہے ہیں مگر اس حقیقت کے باوجود کہ وہ امریکہ سے ہزاروں میل دور واقع ہیں امریکی حکومت براہ راست اس میں شمولیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ شمالی کوریا نے نہ صرف جنوبی کوریا کو دھمکی دی ہے بلکہ ساتھ ہی امریکہ کو بھی دھمکی ساٹھ سال پہلے تھے۔ اس پہلے زمانہ میں بھی ایک ملک کے اقدامات دوسرے پر اثر انداز ہوتے تھے مگر آج حالات بالکل بدل چکے ہیں، اقوامِ عالم باہمی مفادات کے تانے بانے میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ چکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر بقا کے لئے مکمل انحصار ہے۔ چین دنیا کی سب سے بڑی معیشت بن جائے گا۔ اس کی معاشی طاقت اس قدر مضبوط اور قوی ہوگئی ہے کہ بعض تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ طاقت امریکہ کے لئے تشویش کا باعث بن رہی ہے اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ امریکہ چین کی اس بڑھتی ہوئی معاشی طاقت پر قدغن لگانے کی کوشش کرے گا اور ہر ممکن طریق سے اپنی برتری برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اس صورتحال میں عین ممکن ہے کہ چین احتیاط کا مظاہرہ کرے اور جاپان سے جھگڑے میں تحمل اختیار کئے رکھے۔ مگر اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ بعض دفعہ جب کسی کمزور گروہ کو خطرہ محسوس ہوتا ہے یا دباؤ اتنا بڑھتا ہے کہ انہیں کوئی ہیں۔ دنیا کی بہت سے طاقتور حکومتوں کا خیال ہے کہ اگر باغی کامیاب ہو جائیں اور حکومت قائم کر سکیں تو شام میں صورتحال اعتدال پر آجائے گی۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے ساتھ شام کے عوام کے حالات اور شام کی حکومت اور عالمی برادری کے درمیان تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ مگر جب ہم لیبیا اور مصر میں ہونے والے نام نہاد انقلاب پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ شام کے حالات ایک دم بہتر ہو جائیں گے۔ اس کی ایک نشاندہی تو اس مہینہ کے شروع میں ہونے والے واقعہ سے ہوگئی جبکہ اقوامِ متحدہ کی طرف سے تعینات کئے گئے فلپائن سے تعلق رکھنے والے ایک گروپ کو جو قیام امن میں مدد دینے کے لئے ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے اغوا کر لیا گیا۔ انہیں یرغمال بنا کر شام کے ایک باغی دستہ نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے استعمال کیا۔ باغیوں کا کہنا تھا کہ انہیں نہ تو قیام امن کے لئے افسران کی ضرورت ہے

جن کو یہ تعلیمات سب سے پہلے عطا کی گئی تھیں۔ نہ تو ہمیں یہ معیارِ انصاف معاشرہ میں لوگوں کے درمیان نظر آتے ہیں اور نہ ہی عوام الناس اور ان کی حکومتوں کے درمیان نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایسے اعلیٰ معیار بین الاقوامی سطح پر قوموں کے تعلقات میں بھی دکھائی نہیں دیتے۔ حقیقت میں ایسا ایک شخص بھی تلاش کرنا مشکل ہے جو اپنے خلاف یا اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دے تاکہ دیانت اور انصاف کے سچّے تقاضے پورے ہوں۔ اسی طرح یہ بھی تقریباً ناممکن ہے کہ ایسا کوئی ملک یا قوم نظر آئے جو مکمل انصاف کا برتاؤ کسی ایسے ملک سے کرے جنہیں وہ مخالف یا دشمن گردانتا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس تمام صورتحال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم سچے دل سے امن چاہتے ہیں اور دنیا کو تباہ ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم انصاف اور سچائی سے وفاداری کے ساتھ چمٹے رہیں۔ اگر ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اور آئندہ نسلیں بجائے غم وغصّہ کے ہمیں محبت اور احترام سے یاد کریں کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیں معذور اور اپاہج کر کے چھوڑا تو ہمیں انصاف اور رواداری کے ان تقاضوں اور معیاروں کو اپنانا ہوگا جن کا مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اگر ہم یہ کرنے میں ناکام رہے تو پھر کوئی راہِ فرار نہیں رہے گی اور نہ کوئی جائے پناہ!

حضور انور نے فرمایا: آئندہ نسلوں کے ضمن میں مَیں نے دانستہ لفظ معذور استعمال کیا ہے کیونکہ اگر عالمی جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو ایٹمی ہتھیار استعمال ہوں گے۔ ایٹمی جنگ کے اثرات کی ہولناکی ہمارے تصوّر سے بھی باہر ہے اور تابکاری کے مہلک اثرات کئی نسلوں تک تباہی مچاتے رہیں گے۔ ان خطرات کے پیش نظر انصاف کے معیار جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہ بہر حال اپنانے ہوں گے اور نہ صرف دی ہے۔ شمالی کوریا کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں اور وہ انہیں استعمال میں لانے سے شرماتا بھی نہیں ہے۔ نظر تو یہ آتا ہے کہ شمالی کوریا کو یا تو اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے یا انہیں نتائج کا احساس نہیں ہے جو ان حرکات کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتے ہیں یا دھماکہ خیزی میں جذباتی ہیجان کی طرف جھکاؤ رکھنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے گزشتہ ہفتہ حکومت امریکہ نے اعلان کیا کہ وہ اپنے مغربی ساحلوں پر دفاعی میزائل سسٹم مزید مستحکم کر رہے ہیں۔ تمام بڑے ممالک نے جن میں روس اور چین شامل ہیں شمالی کوریا کی مذمّت کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح نہیں ہے کہ روس اور چین اس معاملہ میں آئندہ لمبے عرصہ کے لئے کیا پالیسی رکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک اور مثال جو انتشار کی سامنے آ رہی ہے وہ چین اور جاپان کے باہمی تعلقات ہیں۔ گزشتہ چند مہینوں میں اس تنازعہ کے بارہ میں کہ چین کے مشرق میں سمندر کے اندر پائے جانے والے بعض جزیرے کسی کی ملکیت ہیں، ان دونوں ممالک میں جھگڑا سنگین ہوتا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تنازعہ ان دو ملکوں کے مابین ہی رہے گا۔ عین ممکن ہے کہ امریکہ اس میں ملوّث ہو جائے۔ جبکہ امریکی حکومت نے دونوں ملکوں سے اعلانیہ طور پر کہا ہے کہ وہ صبر اور تحمّل کا مظاہرہ کریں مگر امریکہ کی اصل ہمدردی جاپان کے ساتھ ہے۔ امریکہ اور جاپان کے معاہدے اس نوعیت کے ہیں کہ اگر چین اور جاپان کی آپس میں لڑائی ہو جائے تو امریکہ عملاً جاپان کے ساتھ شریک ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: آج کی دنیا میں ایک بڑا ہتھکنڈا جو مخالف ملکوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے وہ دوسرے کے مالی اور تجارتی مفادات پر اثر انداز ہونا ہے۔ آج کی دنیا کے حالات وہ نہیں ہیں جو آج سے پچاس راستہ اپنے لئے کھلا نظر نہیں آتا تو پھر وہ مزاحمت پر اتر آتے ہیں اور حملہ آور بن جاتے ہیں، یہ بہت ہی خطرناک صورتحال بن جاتی ہے۔ امریکہ کی طرف سے اس قسم کے رویّہ اور پالیسی اختیار کرنے کا اندازہ لگاتے ہوئے اور پھر ان اقدامات کا یورپین منڈیوں پر جو اثر منتج ہوگا اس کے احتمال کی وجہ سے چین نے نئی منڈیوں کی تلاش شروع کر دی ہے۔ قریب کے چند سالوں میں دیکھنے میں آ رہا ہے کہ چین نے افریقہ میں اور دوسرے ترقی پذیر ممالک میں سرمایہ کاری کے پروگرام پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے ان خطّوں میں چین کا معاشی پھیلاؤ وسیع پروگرام کے تحت اور گہری جڑیں قائم کر کے استوار کیا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں اس موقع پر مَیں یہ بھی کہتا چلوں کہ اگر افریقن ممالک کو اپنی اہمیت کا احساس ہو تو وہ یہ جان سکیں کہ مغربی طاقتوں اور ایشیائی ممالک میں جنگ کی صورت میں افریقہ حفاظت اور پناہ کی جگہ بن سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: الغرض مختصر طور پر یہ کہنا صحیح ہے کہ آج دنیا کے حالات انتہائی تشویشناک ہیں۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ تشنّجی کیفیات میں آتش فشاں کی طرح اچانک پھٹ پڑنے یا آگ اگلنے کا ممکنہ خاصّہ موجود ہوتا ہے۔ بعض چھوٹے اور بظاہر غیر اہم معاملات اگر موقع کی نزاکت کے مطابق نہ سلجھائے جائیں تو آخرکار وہ انتہائی خطرناک نتیجے پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ تاریخ اس کی گواہ ہے اور یہی جنگ عظیم اوّل اور دوم کے وقت دیکھنے میں آیا۔ بالکل اس طرح سے ہی شام (Syria) کے مخدوش حالات مزید پھیلاؤ اور تباہ کن حالات کی طرف لئے چلے جا رہے ہیں۔ بظاہر تو یہ لڑائی حکومت اور مخالف باغی تنظیموں کے درمیان ہے مگر ہم مرنے والوں کی تعداد تیزی سے ایک لاکھ تک پہنچتی ہوئی دیکھ رہے اور نہ انہیں خوراک کی صورت میں امداد کی ضرورت ہے، انہیں تو ہتھیار چاہئیں۔ مثلاً مطالبہ ہے ٹینک شکن اور لڑاکا طیاروں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے میزائل کا۔ اس قسم کی حرکات اور اعلان اعتماد بڑھانے کا باعث تو نہیں ہو سکتے کہ ان کا اصل مقصد کسی پائیدار قیام امن کا حصول ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس صورتحال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شام میں کیا کرنا چاہئے؟ اگر تو دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ ظلم اور جبر واستبداد مسلسل عوام کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے اور عوام الناس مدد کے لئے پکار رہے ہیں تو ہمسایہ ملکوں کو متحد ہو کر ظلم کو روکنے کے لئے اور امن کے قیام کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ انہیں اس نازک موقع پر اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھنا چاہئے اور ان کی کارروائی کا مقصد صرف اور صرف امن کا قیام اور عوام الناس کی بہتری ہونا چاہئے۔ قرآن کریم یہ سکھاتا ہے کہ جب ظلم کا ہاتھ روک دیا جائے اور ظالم ظلم سے باز آ جائے اور امن حاصل ہو جائے تو پھر ضبط اور تحمل اختیار کیا جائے، بلا وجہ مزید طاقت کا مظاہرہ کرنے سے باز رہا جائے۔ یہ ہدایت عام طور پر تو وہاں لاگو ہوتی ہے جہاں ایک ملک نے دوسرے ملک پر حملہ کیا ہو مگر یہ سنہری اصول ہر جھگڑا ختم کرنے کے وقت استعمال ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حال ہی میں ایک دانشمندانہ رائے کا اظہار اسرائیل کے صدر شیمون پیریز نے کیا ہے کہ کس طرح شام کی صورتحال پر قابو پایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بجائے اس کے کہ مغربی حکومتیں ملوّث ہو کر حکومت کو ہٹانے کی کوشش کریں اقوام متحدہ قیام امن کے لئے ایک Peace Keeping Force شام بھجوائے۔ اس دستہ میں صرف عرب فوجی شامل کئے جائیں تاکہ یہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2013ء

❁...... ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس آخری زمانہ میں مسلمانوں کو مذہبی جنگ لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلام کی امن وسلامتی کی تعلیم پیش کی جائے اور ہم ہر جگہ، ہر فورم پر یہ امن کی تعلیم پیش کر رہے ہیں۔

❁...... احمدی مسلمان پُر امن شہری ہیں اور قانون کی پابندی کرنے والے ہیں اور ہم وہی کرتے ہیں جو کہتے ہیں۔

❁...... پہلے ان عرب حکومتوں کو جو ہٹائی گئی ہیں مغربی طاقتیں ہی سپورٹ (support) کرتی تھیں اور اب عرب ممالک کی ان تحریکات میں مغربی طاقتیں باغیوں کی حمایت کر رہی ہیں۔ اس کے پیچھے کیا نظریات اور سوچ ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ یہ تمام تحریکیں حقیقت میں مسلمانوں کے جذبات کو ابھار کر اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور یہ سب اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اگر آپ ان ممالک کی کوئی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمسایہ ممالک کے ذریعہ ہو اور پھر ہمسایہ ممالک وہاں امن اور حقیقی جمہوریت کے قیام کے لئے کوششیں کریں اور مدد کریں۔

❁...... اگر آپ نہیں تو آپ کی نسل احمدیت قبول کرے گی۔ ہم نے تو ہمّت نہیں ہارنی، مسلسل پیغام پہنچانا ہے۔ ہم آپ کے یا آپ کی اولادوں کے دل ضرور جیتیں گے اور ایک دن ہم ساری دنیا کے دل ضرور جیت لیں گے انشاء اللہ العزیز۔

(اخبار "Los Angeles Times" کے نمائندہ کو حضور انور ایدہ اللہ کا انٹرویو)

(لاس اینجلیز امریکہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8/مئی بروز بدھ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجے ''مسجد بیت الحمید'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

اخبار "Los Angeles Times" کے نمائندہ کو انٹرویو

آج پروگرام کے مطابق West Coast کے سب سے بڑے اخبار "Los Angeles Times" کا ایک جرنلسٹ Carrol J Williams حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو لینے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس اخبار کے پڑھنے والوں کی تعداد ملینز میں ہے۔

انٹرویو کا انتظام ''بیت الحمید'' کی لائبریری میں کیا گیا تھا۔ نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور انٹرویو کا آغاز ہوا۔

❁...... **نمائندہ نے یہ سوال کیا کہ آپ اسلام کے پُر امن پیغام کو کیسے پھیلا سکتے ہیں جب کہ بعض مسلمانوں کے تشدّد اور دہشتگردی کے واقعات کی وجہ سے اسلام کا بہت بُرا تأثر پیدا ہوا ہے۔ آپ اس تأثر کو دور کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: حقیقی اسلام امن کا پیغام دیتا ہے۔ لفظ اسلام کے معنی ہی ''امن و سلامتی'' کے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس آخری زمانہ میں امام مہدی اور مسیح نے آنا تھا جس نے صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ ساری دنیا کو اسلام کی سچّی اور صحیح تعلیمات سے منوّر کرنا تھا۔ اسلام کی امن و آشتی اور صلح کی تعلیم سے آگاہ کرنا تھا۔ چنانچہ اس آخری زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لائے اور آپ نے پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی سچّی اور خوبصورت تعلیم تمام مذاہب تک پہنچائی۔

حضور انور نے فرمایا: یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جنگیں کیوں لڑی گئیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں نے حملہ میں پہل نہیں کی تھی۔ مسلمانوں پر مظالم کئے گئے تو ان کو محض دفاعی جنگ لڑنا پڑی اور وہ جنگیں صرف اس لئے لڑی گئیں کیونکہ مسلمانوں کو جواب دینے کے لئے تلوار اٹھانے پر مجبور کیا گیا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: اب ایسی کوئی مذہبی جنگ مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے۔ اب اگر کوئی جماعت یا گروہ مذہب کے نام پر جنگ کی تعلیم دیتا ہے تو وہ ہمارے نزدیک غلطی پر ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس آخری زمانہ میں مسلمانوں کو مذہبی جنگ لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلام کی امن وسلامتی کی تعلیم پیش کی جائے اور ہم ہر جگہ، ہر فورم پر یہ امن کی تعلیم پیش کر رہے ہیں۔ ابتدائی مسلمان اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والے یہی تعلیم پیش کرتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام کے مخالفین اور خود اِن مسلمانوں نے جنہوں نے حقیقی اسلام پر عمل نہیں کیا، انہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہے اور اسلام کو بدنام کرنے والے نظریات ان مسلمانوں کی وجہ سے پھیلے ہیں جو ہم سے اتفاق نہیں رکھتے کیونکہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے۔

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ سالوں میں ہم نے "Muslims For Life" کے نام سے کمپین چلائی اور پہلی بار دس ہزار یونٹ خون کا عطیہ ہسپتالوں کو دیا۔ ہم نے یہ کمپین اس لئے چلائی تا کہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ صرف امن کے پیغام کی خاطر، بنی نوع انسان سے محبت کی خاطر ہم نے ایسا کیا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ احمدی مسلمان پُر امن شہری ہیں اور قانون کی پابندی کرنے والے ہیں اور ہم وہی کرتے ہیں جو کہتے ہیں۔

❁...... **نمائندہ کے اس سوال پر کہ کیا آپ مذہب اور سیاست میں علیحدگی کے قائل ہیں۔ اگر عرب ممالک میں جاری تحریکات ''اسلامی حکومت'' قائم کرنے کی کوشش نہ کریں تو کیا اسلام کا تأثر بہتر ہوگا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پہلے ان عرب حکومتوں کو جو ہٹائی گئی ہیں مغربی طاقتیں ہی سپورٹ (support) کرتی تھیں اور اب عرب ممالک کی ان تحریکات میں مغربی طاقتیں باغیوں کی حمایت کر رہی ہیں۔ اس کے پیچھے کیا نظریات اور سوچ ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ لیکن مَیں کئی بار بڑے زور سے کہہ چکا ہوں کہ ان تحریکوں کے ذریعہ مغربی طاقتیں اسلام اور عربوں کو کنٹرول کرنا چاہتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ مصر میں کیا دیکھ رہے ہیں۔ تحریک کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا؟ خیال تھا کہ لوگ صدر حسنی مبارک کے خلاف ہیں کیونکہ وہ عوام کو اُن کے حقوق نہیں دے رہا۔ لیکن تحریک کا کیا نتیجہ نکلا؟ کیا اب حقوق دیئے جا رہے ہیں؟ اسی طرح لیبیا میں دیکھیں کوئی حکومت نہیں ہے۔ ہر قبیلہ کی اپنی حکومت ہے اور سارے ملک کا امن و سکون تباہ ہے۔ لیبیا کے وزیر دفاع نے وزیر اعظم کو متنبہ کیا ہے کہ اگر کچھ نہ کیا گیا تو خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ تمام تحریکیں حقیقت میں مسلمانوں کے جذبات کو ابھار کر اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور یہ سب اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اگر جمہوریت کی خواہش ہے تو پھر اس غیر یقینی صورتحال کو ختم کرنے کے لئے حقیقت میں جمہوری حکومت قائم کرنا ہوگی۔

❁...... **نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا یہ تحریکیں حقیقی جمہوریت قائم کرنے کے حق میں ہیں یا اسلامی حکومتیں قائم کرنا چاہتی ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: سعودی عرب اور چند ایک ممالک جہاں بادشاہت ورثہ میں ملی ہے ان کے علاوہ اکثر مسلم ممالک میں نیم جمہوری نظام قائم ہے۔ اگر مغربی طاقتیں امن قائم کرنا چاہتی ہیں تو جمہوری حکومتوں کے قیام میں ان کی مدد کریں۔

❁...... **نمائندہ نے سوال کیا کہ وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں کیونکہ اس صورت میں ان پر اندرونی معاملات میں مداخلت کا الزام لگ سکتا ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: حال ہی میں اسرائیل کے صدر نے ان ممالک میں اقوام متحدہ کی افواج تعینات کرنے کی تجویز پیش کی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اقوام متحدہ کی افواج میں روسی فوجی شامل نہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں یہ ہدایت موجود ہے کہ اگر کوئی ملک حق پر نہ ہو، ظلم کر رہا ہے اور اپنی عوام کو ان کے حقوق نہ دے رہا ہو تو اس کو ظلم سے روکنے کے لئے جو ہمسایہ ممالک ہیں وہ کھڑے ہوں اور اس کو مجبور کریں کہ ظلم بند کرے اور امن قائم کرے۔ تو اگر آپ ان ممالک کی کوئی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہمسایہ ممالک کے ذریعہ ہو اور پھر ہمسایہ ممالک وہاں امن اور حقیقی جمہوریت کے قیام کے لئے کوششیں کریں اور مدد کریں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ شام (Syria) میں لڑائی ختم کرنے کے لئے کیا تجویز پیش کرتے ہیں جب کہ لڑائی بڑھتی جا رہی ہے۔**

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: سیریا کی حکومت علویوں کی رہی ہے۔ حکومت سنّی لوگوں کو اچھی طرح ڈیل نہیں کرتی۔ اگرچہ سنّیوں کے پاس حکومت میں بعض عہدے رہے ہیں لیکن پھر بھی یہ خیال ہے کہ ان سے اچھا سلوک نہیں ہو رہا۔ اب لوگ کہنے لگ گئے ہیں کہ اگرچہ شروع میں باغیوں کی تحریک نے سنّیوں اور علویوں میں اختلاف سے جنم لیا۔ لیکن اب کئی گروہ جن کے آپس میں مفادات ہیں اس تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب یہ

سنّیوں کی حق تلفی کا مسئلہ نہیں رہا، مغربی ملکوں کے مفادات کا مسئلہ ہے۔ ان لوگوں میں یقیناً تشدّد پسند عناصر بھی شامل ہیں۔ خود باغیوں میں اختلافات ہیں اور وہ مختلف مطالبات کر رہے ہیں۔ اگر چہ یہ تحریک حکومت کے مظالم کی وجہ سے شروع ہوئی لیکن اب دونوں فریق بد دیانت ہیں۔ اب کوئی نہ کوئی منصفانہ حَل مستقل امن کا نکالنا ہوگا۔

❁...... نمائندہ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ہمسایہ ممالک پر امن قائم کرنے کی کیا ذمّہ داری ہے۔ روس امن کی کوشش کو دوبارہ شروع کرنے کی پلاننگ (planning) کر رہا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: اب دنیا گلوبل ولیج (Global Village) بن رہی ہے۔ ہر ایک دوسرے کے حالات سے متأثر ہو رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے دو بڑی طاقتیں تھیں جس کی وجہ سے ایک بیلنس قائم تھا۔ اب روس شامی حکومت کی مدد کر رہا ہے اور دوسری طرف مغربی طاقتیں باغیوں کی مدد کر رہی ہیں۔ خود روس اور دوسرے ممالک کے مفاد میں ہے کہ کوئی حَل اس مسئلہ کا نکلے اور امن قائم ہو۔ اگر یہ مسئلہ حَل نہ ہوا تو ایک جنگ کی صورت اختیار کر سکتا ہے جو کہ تمام دنیا کو لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ اب جو بھی بڑی طاقتیں ہیں یہ محسوس کرنے لگی ہیں کہ کوئی نہ کوئی پُر امن اور قابل قبول حَل اس مسئلہ کا نکلنا چاہیے۔

❁...... نمائندہ نے یہ سوال کیا کہ اپنی جماعت کے پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ اختلاف کے بارہ میں بتائیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں پہلے بھی اختصار کے ساتھ بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آخری زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا جو اسلام کا احیاءِ نو کرے گا اور اسلام کی جو سچّی اور حقیقی تعلیمات ہیں ان کو پیش کرے گا۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان (انڈیا) میں اس پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہو چکے ہیں اور آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنے والے کو نبی کا نام دیا۔ ہمارے عقیدے کے مطابق وہ نبی ہے اور ایسا نبی ہے جو کسی نئی شریعت کے ساتھ نہیں آیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ہی ہے اور اسی شریعت کے تابع ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے مسلمان (غیر احمدی) کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کی خاتم النبیین کی تعریف کے مطابق کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ جب کہ ہم کہتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ ہمارے مخالفین اس مسئلہ کو اچھالتے ہیں اور ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جن کی رُو سے ہم قانون اور آئین کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں۔ جنرل ضیاء الحق نے بھی بعد میں بڑے سخت قوانین بنائے اور قوانین کو نافذ کرنے کی کوشش کی۔ یہ مخالفت صرف پاکستان میں ہی نہیں جہاں لاکھوں کی تعداد میں احمدی آباد ہیں بلکہ بعض دوسرے مسلمان ممالک میں بھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پاکستانی مُلّاؤں کو یہ خوف ہے کہ اگر احمدیوں کو تبلیغ اور اسلام پر عمل کرنے کی اجازت دی جائے تو احمدی دوسرے مسلمانوں کو اپنی تبلیغ اور اپنے عمل سے متأثر کر کے احمدی بنالیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں تک مخالفت کا تعلق ہے ہندوستان میں مسلمانوں کی طرف سے بھی مخالفت ہے۔ سعودی عرب، لیبیا، مصر، انڈونیشیا اور دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مخالفت ہے۔ بس ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ جب کہ غیر احمدی مسلمان کہتے ہیں کہ کوئی نبی بھی نہیں آ سکتا ہے۔ یہ بات ان کے لئے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے جس کو اچھال کر وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہے ہیں اور انہیں احمدیوں کے خلاف ابھارتے ہیں۔

❁...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمانوں کا جو ایکشن (action) ہے اور طرز عمل ہے وہ اسلام کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس ظلم کے باوجود ہم ہر سال بڑھ رہے ہیں۔ افریقہ اور دوسرے ممالک میں لاکھوں مسلمان ہر سال احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ انڈونیشیا میں بھی احمدیوں پر مظالم کئے جا رہے ہیں۔ احمدی شہید کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہاں بھی لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

❁...... اس سوال کے جواب میں کہ احمدیت کہاں سب سے زیادہ مضبوط ہے؟

حضور انور نے فرمایا: مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ انفرادی ممالک میں، پاکستان میں احمدیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوا کرتی تھی لیکن اب مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں احمدی کافی بڑی تعداد میں ہیں جہاں وہ پاکستانی احمدیوں سے بھی زیادہ تعداد میں ہیں۔

❁...... نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا آپ کی جماعت ملک مالی (Mali) میں ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہاں ہم مالی میں بھی موجود ہیں اور وہاں چھ ریڈیو اسٹیشن کے ذریعہ ہماری تبلیغ جاری ہے اور ہمارا پیغام پھیل رہا ہے۔ وہاں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرف سے ہماری مخالفت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم وہاں بڑھ رہے ہیں۔ اگر کوئی اسلام کا پُر امن پیغام پھیلانے کا دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں کے دل جیتنے کا عزم رکھتا ہے تو پھر یہی اسلام کا پُر امن پیغام ہے جو ہم پھیلا رہے ہیں۔

❁...... نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کا یہ پیغام پھیل کیوں نہیں رہا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا پیغام تو پھیل رہا ہے اگر موجودہ نسلیں اس کو قبول نہیں کریں گی تو آئندہ نسلیں قبول کریں گی۔

حضور انور نے جرنلسٹ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اگر آپ نہیں تو آپ کی نسل احمدیت قبول کرے گی۔ ہم نے تو ہمّت نہیں ہارنی، مسلسل پیغام پہنچانا ہے۔ ہم آپ کے یا آپ کی اولادوں کے دل ضرور جیتیں گے اور ایک دن ہم ساری دنیا کے دل ضرور جیت لیں گے انشاء اللہ العزیز۔

❁...... نمائندہ نے سوال کیا کہ یہ کیوں ضروری ہے کہ آپ کے مقاصد پورے ہوں؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جہاں بھی تضادات اور غیر تسلّی بخش حالات موجود ہیں وہاں اس خلا کو پُر کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اسلام کی صحیح اور سچّی تعلیم ان کے سامنے آئے گی تو وہ ضرور قبول کریں گے۔

❁...... نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا امریکہ میں غیر مسلموں کو اسلام کے بارے میں آگاہ کرنا ایک بڑا چیلنج ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

SEVEN VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Indonesian Speaker
2. Bangla Speaker
3. Persian Speaker
4. Arabic Speaker
5. Urdu Speakers (3 vacancies)

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following eight posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	Likely posting
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
Urdu speaker	Research, edit preaching literature	London SW19
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following: Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:
You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the first three and fifth vacancies with understanding of Indonesian, Bangla, Arabic or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either: a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:
Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 15 July 2013

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25؍فروری 2010ء میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکرخیر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔

مکرم حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی دوست محمد صاحب کی یادوں کا سلسلہ اُس وقت سے شروع ہوتا ہے جب جلسہ سالانہ کے اجلاس شبینہ میں وہ ایک شعلہ بیان مقرر بن کر ابھرے۔ ازاں بعد اپنے شہر خوشاب کے جلسۂ عام میں ان کا بطور مقرر آنا بھی یاد ہے۔ ہمارے محلّہ آہیرانولہ کے باسیوں میں اہل سنّت کے علاوہ سادات اور اہل تشیع بھی تھے جو اُس زمانہ میں ایسے جلسوں میں بلاتفریق مذہب و ملت بصد شوق شریک ہوتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب کو کسی نے بتایا کہ بعض شیعہ حضرات بھی سامعین میں شامل ہیں تو انہوں نے تقریر کا آغاز اپنی مخصوص لَے میں اس شعر سے فرمایا:

کٹا کر گردنیں بتلا گئے یہ کربلا والے
کبھی بندوں کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

اور پھر حضرت امام حسینؑ کے مناقب اور عالی مقام ایسا بیان فرمایا کہ سامعین لٹو ہوگئے اور شیعہ حضرات تو اگلے روز پھر مولوی صاحب کی تقریر کا تقاضا کرنے لگے۔

بعدازاں حضرت مولوی صاحب کی صحبتوں اور رفاقتوں میں بہت وقت گزرا۔ 1979ء میں مختلف دوروں، مجالس مذاکرہ، اجتماعات اور جلسوں وغیرہ میں ان کا ساتھ رہا۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ ہم سفر کو کبھی اکتاہٹ محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔

آپ سفر میں احتیاط کے کئی تقاضے ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ مثلاً تقریر سے پہلے کبھی کھانا تناول نہ کرتے اور فرماتے کہ اس سے مضمون منتشر ہوجاتا ہے اور دوران تقریر وہ دلجمعی نہیں رہتی۔ ہر چند کہ اس کی وجہ سے بعض دفعہ فاقہ کی قربانی بھی دینا پڑتی مگر اپنا اصول نہ بدلتے۔ اسی طرح کھانے کے دوران خصوصاً موسم سرما میں گرم پانی کا استعمال کرتے اور فرماتے کہ واقف زندگی کا گلا بھی وقف ہوتا ہے اس لئے اس کی حفاظت بھی لازم ہے۔

1982ء میں خاکسار کو مولوی صاحب موصوف کے زیرسایہ تین ماہ گزارنے کا موقع اُس وقت ملا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عاجز کے تخصّصِ حدیث کے دوران بعض تبلیغی رپورٹس علم میں آنے پر میرے بارہ میں فرمایا کہ یہ تو مربی زیادہ اچھا ہے، اسے جامعہ کی بجائے میدانِ عمل میں ہونا چاہیے۔ پھر پہلے تین ماہ کے لیے حضور نے خاکسار کا تقرر محترم مولانا صاحب کے ساتھ شعبہ تاریخ میں کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سے علمی حوالہ جات وغیرہ کا طریق سیکھنا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ انہیں نہایت محنتِ شاقہ کرنے والا، پابندیٔ وقت کا اہتمام کرنے والا پایا۔ سادہ طبع اور درویش صفت بزرگ پایا۔ آپ واقعی اس بزرگ مسیح کے سچے غلام تھے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جانا تھا۔ انہیں کبھی کوئی لمحہ ضائع کرتے نہ دیکھا۔ مطالعہ یا تحقیقی و علمی کام کرتے ہوئے بھی ساتھ چٹکلے چھوڑتے جاتے اور ساتھیوں کی تھکاوٹ دور کرتے رہتے۔

حوالہ جات کی تلاش کے علاوہ مضمون لکھنے کا طریق اور آداب بھی مَیں نے اُن سے سیکھے۔ ان کا طریق تھا کہ پہلے مواد جمع کرتے اور مختلف حوالے اکٹھے کرلیتے۔ پھر انہیں ترتیب دے کر بہت جلد اور بآسانی مضمون تیار ہوجاتا۔ ملاقاتیوں سے نہایت مختصر اور معین بات کر کے وقت بچالیتے تھے۔ اور اگر کسی ضروری کام میں ہمہ تن مصروف ہوتے تو قرآنی حکم اِرْجِعُوْا (یعنی جب تمہیں واپس لوٹ جانے کے لئے کہا جائے تو واپس ہوجاؤ) پر بھی عمل کرواتے اور ملاقات سے معذرت کرلیتے۔

زمانہ قادیان کے دورِ درویشی کا حال بھی سناتے جب بقول ان کے وہ جلد سازی کے ذریعہ مشقت و محنت سے گزارہ کرتے رہے۔ فرماتے تھے اسی زمانہ میں کتابیں جمع کرنے اور لائبریری کا چسکا پڑا۔ اِس وقت آپ کی ذاتی لائبریری میں ہزاروں کتابیں ہیں۔

حضرت مولوی صاحب قواعد و ضوابط کی پابندی کی شرط کے ساتھ اپنے ساتھیوں اور کارکنوں کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ عید وغیرہ کے موقع پر اپنا دل پسند عطر بطور تحفہ اور کوئی کتاب یا حوالہ دیا کرتے۔ خاکسار جب ایسا کوئی تحفہ پیش کرتا تو اپنے والا نامہ میں تشکر و امتنان کی حد کردیتے۔

خاکسار کو ایک عرصہ تک رمضان میں مسجد مبارک میں تراویح پڑھانے کی سعادت میسر آتی رہی۔ ان دنوں مولوی صاحب موصوف کی صحت اچھی تھی اور وہ باقاعدگی سے نماز تراویح کھڑے ہوکر ادا فرماتے تھے۔ میرے پاس ایک جیبی قرآن کا نسخہ تھا جن کے دس دس پاروں کے تین حصے کئے ہوئے تھے۔ کثرت استعمال سے اس حمائل کی جلد قدرے میلی ہوچکی تھی۔ ایک دفعہ مولوی صاحب کی نظر اس پر پڑگئی۔ مجھے فرمایا کہ یہ حمائل ایک روز کے لئے مجھے عنایت کریں گے؟ مَیں نے قدرے تعجب و توقف سے حامی بھرلی۔ اگلے روز جب وہ حمائل لے کر آئے تو مَیں پہچان نہ سکا کیوں کہ اس کے اوپر خوبصورت اور دیدہ زیب ابری کے ورق لگے تھے۔ اسی طرح باری باری تینوں حمائل مجھے نئی کرکے دے دیں۔

محترم مولوی صاحب لمبا عرصہ مسجد مبارک کے امام الصلوٰۃ بھی رہے۔ باضابطہ طور پر حضرت خلیفہ رابعؒ نے 19؍اگست 1983ء کو بیرون ملک تشریف لے جاتے ہوئے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ ''مسجد مبارک میں نمازوں کے لئے مکرم مولوی دوست محمد صاحب پھر حافظ مظفر احمد صاحب بالترتیب امام الصلوٰۃ ہوں گے۔ خطبہ جمعہ کے متعلق امیر مقامی کو اختیار ہے کہ خواہ وہ مقررہ امام الصلوٰۃ میں سے یا ان کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے یا خود خطبہ دے''۔ مولوی صاحب نے کمال باقاعدگی اور احساس ذمہ داری سے یہ فریضہ ادا کیا۔ 1984ء کے آرڈیننس کے بعد خطبات جمعہ و عیدین میں الفاظ و مضمون کے استعمال میں احتیاط کے تقاضے بڑھ گئے تو یہ ذمہ داری صف دوم کے واقفین زندگی کے سپرد کرنے کی طرف توجہ ہوئی تاکہ حتی الوسع ان سے پابندیوں کی احتیاط کروائی جائے اور مقدمہ وغیرہ صورت میں وہ اس کا سامنا کرسکیں۔

مولوی صاحب موصوف نے ذہن رسا پایا تھا۔ خود سناتے تھے کہ مدرسہ احمدیہ قادیان کے زمانۂ طالبعلمی میں قادیان سے چنیوٹ آنا ہوا۔ جہاں کسی احمدی کی تقریبِ شادی میں اعلانِ نکاح کا مسئلہ درپیش تھا۔ اس علاقہ میں یہ روایت معروف تھی کہ جس کا اپنا نکاح ہوچکا ہو وہی اعلانِ نکاح کا مجاز ہے۔ ہرچند کہ مولوی صاحب موصوف غیرشادی شدہ تھے لیکن احباب کے اصرار پر اعلان نکاح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ عین نکاح کے وقت کسی منچلے نے یہ سوال داغ دیا کہ مولوی صاحب! کیا آپ خود شادی شدہ ہیں؟ مولوی صاحب نے کمال فراست سے کام لیتے ہوئے انکار کیا نہ اقرار۔ صرف اتنا کہا کہ ''اجی حضرت! بس اولاد نرینہ کے لئے دعا فرمائیے''۔ اور یوں آئی بلا ٹل گئی اور نکاح بخیر و عافیت انعقاد پذیر ہوا۔

آپ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے شاگرد رشید تھے۔ کئی سفروں میں اپنے استاد کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ بیان کرتے تھے کہ ایک بار ان کے ساتھ تربیتی کلاس کے لئے پشاور جانے کا اتفاق ہوا کہ حضرت مولوی صاحب نے ازراہ تفنن فرمایا: ''آپ بڑے ہوشیار ہو جب خدام کی کلاس ہو تو اس میں شامل ہوتے ہو جب انصار کی کلاس ہو تو وہاں بھی حاضر۔ تم ہو کیا؟ انصار میں سے یا خدام سے؟'' فوراً حاضر جوابی سے عرض کیا: مَیں دراصل خادمِ انصار ہوں۔

مولوی صاحب اپنے سفروں کا بھی حال سناتے تھے کہ کس طرح ابتدائی دَور میں مشکل اور دقّت طلب سفر، وسائل کے نہ ہوتے ہوئے، کرتے رہے۔ ربوہ میں جلسہ ہائے سالانہ کے موقع پر تحصیل حافظ آباد سے پرالی اکٹھی کرنے کی ایک مہم بڑی دلچسپی سے سنایا کرتے تھے جس میں افسر جلسہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کا دیا ہدف پورا کردکھایا۔

1984ء میں جب جماعت کے خلاف ناروا پابندیاں عائد کی گئیں تو مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ وغیرہم چار درخواست دہندگان نے شرعی کورٹ میں ان کو چیلنج کیا تھا۔ خاکسار بھی درخواست دہندگان میں شامل تھا۔ کیس کی سماعت کے دوران قریباً ایک ماہ ہمیں دارالذکر لاہور میں قیام کا موقع ملا۔ روزانہ عدالت میں ہونے والی بحث اور فریق ثانی کی بحث کے جواب کی تیاری میں بعض دفعہ ایک دو بجے رات تک جملہ احباب بڑی بشاشت سے کام کرتے۔ مولوی صاحب موصوف نے بھی کمال انکسار اور تواضع سے مطلوبہ حوالہ جات کے لئے بھرپور تعاون فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجالس سوال و جواب میں مولوی صاحب موصوف اور خاکسار کو مطلوبہ حوالہ جات پیش کرنے کی توفیق حضور کے آغاز خلافت سے ملتی رہی۔ ایک مجلس عرفان میں مولوی صاحب کے بعض حوالے پیش کرنے پر حضور نے فرمایا:

مولوی دوست محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ بہت جلدی ان کو حوالہ ملتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ جب قومی اسمبلی میں پیش ہوئے تھے۔ وہاں بعض غیر از جماعت دوستوں نے آپس میں تبصرہ کیا اور بعض احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آتی۔ ہمارے اتنے موٹے موٹے مولوی ان کو ایک ایک حوالہ ڈھونڈنے کے لئے کئی کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن ان کا پتلا دبلا سا مولوی ہے اور منٹ میں حوالے ہی حوالے نکال کر پیش کردیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے درس القرآن اور بعد میں ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں حوالہ جات بھجوانے کی خدمت میں بھی ہم دونوں حتی المقدور حصہ لیتے تھے اور حضور گاہے بگاہے مختلف رنگ میں ازراہ شفقت ہمارا تذکرہ فرمادیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم دونوں نے کچھ حوالے بھجوائے تو حضورؒ نے ہم دونوں کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا ''یہ علمی کام ہے جس کی میں توقع رکھتا ہوں کہ ہمارے علماء آپس میں معاملہ طے کرکے تو اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔ اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ ذہن تو حافظ مظفر احمد صاحب کی طرف جاتا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور مولوی دوست محمد صاحب کو بھی ایک ملکہ عطا فرمایا ہے کہ جہاں بھی اچھی روایات ہوں وہ زیادہ سے زیادہ سمیٹتے ہیں اور درایت پر اس معنے میں اعتبار کرتے ہیں کہ بہت اچھی بات لگ رہی ہے لیکن روایت کے معاملے میں اتنی احتیاط نہیں کرتے جتنی حافظ مظفر احمد صاحب نسبتاً بہت زیادہ کرتے ہیں۔ تو مولوی دوست محمد صاحب اس پہ ناراض نہ ہوں کیونکہ اُن کی جو خدمتیں ہیں قرآن کریم اور احادیث اور سلسلے کے لٹریچر حضرت مسیح موعودؑ کے کتب کے تعلق میں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ یہ چھوٹی سی بات جو ان کے ولولے سے تعلق رکھتی ہے اس کو نظرانداز بھی کردیا جائے تو ان کی ایک بڑی عظمت ہے اور اس کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے''۔

حضورؒ کا یہ ارشاد سن کر مجھے تو خجالت کا احساس ہورہا تھا اور میں چھُپ رہا تھا لیکن مولوی صاحب نے مجھے ڈھونڈ کر خلیفۂ وقت کی خوشنودی پر مبارکباد دی۔ آپ واقعۃً بہت وسعت حوصلہ کے مالک تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25؍فروری 2010ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی یاد میں کہی گئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رحلت سے ایک عالمِ کے عالَم ہے غمزدہ
نادر وجود تھا جو جدا ہم سے ہو گیا

منبع تھے علم و فضل کے اس کے دل و دماغ
دیں کے لئے جو وقف تھے شام و سحر سدا

تنہا تھا وہ ادب میں ''حوالوں کا بادشاہ''
کیا خوب اس کو ''مردِ خدا'' نے لقب دیا

تقریر اور تحریر میں اک امتیاز تھا
نادر حوالہ جات کا دریا بہا گیا

کیسے بھلاسکیں گے ہم اس نادر وجود کو
جس کے ہر ایک نقش قدم پر ہے اک دیا

جب بھی کسی عنوان پر وہ لب کشا ہوا
وہ اپنی خوش گفتاری سے مجلس پر چھا گیا

1994ء میں حسب ارشاد حضرت خلیفہ رابعؒ مولانا موصوف کے ساتھ مجھے ایک ماہ سے زائد تک بھارت کا طویل سفر کرنے کا موقع ملا جس کی یادیں ناقابل فراموش ہیں۔ اس کی تقریب یوں ہوئی کہ مدراس کے علاقہ کوئمباتور میں سعودی عرب سے تعلیم یافتہ عالم مولوی زین العابدین صدر جمعیۃ القرآن والحدیث نے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ حفظ امن کی ضمانت اور جماعت کی پیش کردہ شرائط تسلیم کئے جانے پر مناظرہ طے ہوا۔ ہر چند کہ مناظرہ تامل زبان میں تھا، مولانا محمد عمر صاحب اور مولوی ایوب صاحب ہماری طرف سے مقرر تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مکرم مولانا صاحب اور خاکسار کو مناظرہ کرنے والے احمدی علماء سے تعاون کیلئے وہاں جانے کا ارشاد فرمایا۔ ہم وسط نومبر 1994ء میں لاہور سے دلّی پہنچے جہاں مناظرہ کی تیاری کے سلسلہ میں کتب خانوں میں جا کر ضروری کتب وغیرہ اکٹھی کیں۔ دلّی سے مدراس تک کا سفر بذریعہ ایئر انڈیا طے ہوا۔ جہاں سے بذریعہ ریل 5/6 گھنٹے کا سفر کر کے کوئمباتور پہنچے۔ یہ مناظرہ 21 نومبر سے 29 نومبر نو دن ایک مقامی ہوٹل میں جاری رہا۔ روزانہ کی رپورٹ اور اگلے دن کے موضوع کا مواد ہم رات کو باہم بحث وتمحیص کے بعد تیار کر لیتے اور حضور کی خدمت میں لندن بغرض دعا و رہنمائی بذریعہ فیکس بھجوا دیتے۔ حضور انور کمال شفقت سے تفصیلی رہنمائی فرماتے حتیٰ کہ دلائل میں پیش کی جانے والی آیات تک کی معین ہدایت فرماتے۔ ہمارے پاس معدودے چند کتابیں تھیں جبکہ مخالف مناظر کتابوں کا ٹرک بھر کے ہمراہ لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ ہم نے ان کی پیش کردہ بعض روایات اور ان کے راویوں کا غیر ثقہ ہونا خود ان کی لائی ہوئی کتابوں سے ثابت کر دیا جس سے وہ بہت سراسیمہ ہوئے۔

مناظرہ میں جماعت کی غیر معمولی علمی برتری اور دلائل کے میدان میں دشمن کے لاجواب ہونے اور اس کی پسپائی پر حضورؒ اس قدر خوش ہوئے کہ مناظرہ میں شامل ہم پانچ خدام کے لئے دس ہزار روپیہ انعام بھجوایا اور بے شمار دعائیں اس پر مستزاد تھیں۔

مناظرہ کے بعد حضور انور کے ارشاد پر ہم دونوں نے ہندوستان کی چند مزید جماعتوں کا دورہ کر کے دعوت الی اللہ کی مہم چلانے کے لئے جماعتوں کو تیار کیا۔ بعد ازاں جلسہ سالانہ قادیان میں بھی حضور انور کے نمائندہ کے طور پر شرکت کی توفیق ملی۔ مولوی صاحب موصوف نے 23 دسمبر کو معائنہ انتظامات جلسہ میں حضور انور کی نمائندگی کی توفیق پائی اور خاکسار نے 29 دسمبر کو ہونے والی مجلس شوریٰ بھارت کی صدارت کی حسب ارشاد توفیق پائی۔

مولانا کے ساتھ کئی علمی میٹنگز اور کمیٹیوں میں بھی مل بیٹھ کر تحقیق کے نادر مواقع میسر آئے۔ مثلاً حضرت خلیفہ رابعؒ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی ''خلافت امام حسنؓ پر تحقیق'' کے لئے کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ کا خلاصہ یہ تھا کہ خود حضرت امام حسن بھی اپنے آپ کو خلیفۂ راشدہ نہ سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے بیعت کرنے والوں سے اس شرط پر بیعت لی تھی کہ جس سے میری جنگ اس سے تمہاری جنگ اور جس سے میری صلح اس سے تمہاری صلح ہوگی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مصالحت کی خاطر اور محض امت کو فساد سے بچانے کے لئے وقتی وعارضی قیادت قبول کی تھی۔ اس لئے چھ ماہ بعد ان کے قیادت چھوڑ دینے اور امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ خلیفہ مستعفی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح کئی دیگر علمی کمیٹیوں میں بھی ہم نے اکٹھے خدمت کی توفیق پائی۔ الغرض مولوی صاحب کی خدمات کا سلسلہ طویل ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی زندگی خلافت سے محبت، اطاعت اور اپنے مقصد کی تکمیل کی لگن کی آئینہ دار تھی۔ آخری بیماری تک باوجود کمزوری اور ضعیف العمری کے نہایت باقاعدگی سے دفتر آتے رہے اور آخری سانس تک اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی دھن انہیں لگی رہی اور وہ فائز المرام ہو کر اپنے مولا کے حضور واپس لوٹے۔ خلافت ثانیہ سے خلافت خامسہ تک چاروں خلفاء سے خوشنودی کی سند حاصل کی۔ اس سے بڑھ کر نیک انجام کیا ہوسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں آپ کی خدمات دینیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ تاریخ احمدیت کا ایک باب تھے اور ایک ایسا روشن وجود تھے جو احمدیت ..... کی روشنی کو ہر وقت جب بھی موقع ملے دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں رہتا ہے..... میں ان کو کہا کرتا تھا کہ وہ تو ایک انسائیکلو پیڈیا ہیں..... بہت ہی بے نفس اور اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ دین کی خاطر صرف کرنے والے بزرگ تھے .....خلافت سے انتہا کا تعلق تھا...... ایک عالم باعمل کہلانے کے حقدار تھے..... بڑی ہی علمی وادبی شخصیت تھے اور روایتی رکھ رکھاؤ والے آدمی تھے اور تحریر و تقریر میں ایک خاص ملکہ تھا''۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے یہ عہد کیا تھا کہ 'ایک واقف زندگی کی حیثیت سے ہمیشہ دن رات خدمت میں مشغول رہوں گا' اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے آخری وقت تک اس عہد کو نبھایا ہے:

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 مارچ 2010ء میں مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب کے قلم سے محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے ذکر خیر پر مشتمل ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔

مولانا دوست محمد شاہد صاحب بلا مبالغہ ایک ہفت پہلو نابغہ شخصیت تھے۔ وہ ایک مصنف، مورخ، نکتہ آفریں کالم نگار، حاضرین مجلس پر چھا جانے والا خطیب، نیز علمی اور ادبی گفتگو میں ایسا بذلہ سنج کہ جس کے پاس بیٹھنے والا اپنے دامن قلب ونظر میں کچھ نہ کچھ سمیٹ کر اٹھتا تھا۔ ایک بین الاقوامی علمی ادارے ''انٹرنیشنل ببلو گرافیکل'' (کیمبرج یونیورسٹی) نے آپ کو 1992/93ء میں "Man of The Year" قرار دیا۔ یہ مولانا کے علم وفضل کا ایک وقیع ادارے کی طرف سے اعتراف تھا۔

جیسا کہ حضور انور نے فرمایا کہ آپ حوالوں کے بادشاہ تھے۔ جب بھی خاکسار نے کسی علمی ضرورت کے پیش نظر ان سے استفسار کیا، انہوں نے ہمیشہ جواب سے سرفراز فرمایا۔ جب بھی کسی حوالہ کی استدعا کی وہ بھی عنایت فرمایا۔ ایک مرتبہ خاکسار نے لکھا کہ جوزف برکلے (Joseph Barclay) والی طالمود کی کتاب، تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکی۔ طالمود کے دوسرے آٹھ دس نسخے تو ہیں مگر یہ خاص کتاب نایاب ہے۔ اس کتاب میں مسیح موعود کی ''بادشاہت'' اس کے بیٹے اور پوتے کو منتقل ہونے کی بشارت موجود ہے۔ مولانا نے اس طالمود کا حوالہ بھجوایا بلکہ اس کے ٹائٹل پیج اور اس صفحہ کی فوٹو بھی بھجوائی۔ اس طالمود کو 1878ء میں لندن کے ایک ناشر John Murray نے شائع کیا۔ یہ حوالہ صفحہ 37 پر موجود ہے۔

زندہ دلی، بذلہ سنجی، نکتہ آفرینی، حاضر جوابی اور پاکیزہ مزاح نایاب اجناس میں یہ تحائف کسی کسی کو عطا ہوتے ہیں۔

مولانا کی ذاتی لائبریری ان کی قرآن سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ''سلطان لائبریری'' کی وجہ تسمیہ انہوں نے یہ بتائی کہ ''سلطان'' کا لفظ قرآن مجید سے اخذ کیا ہے جس کا مطلب دلیل ہے۔ یعنی احمدیت کی صداقت کو ثابت کرنے والی دلیل جس کا مرکز ومہبط اور محور قرآن مجید ہے۔ اس لائبریری میں کئی ہزار کتابیں موجود ہیں۔ مولانا نے یہ لائبریری قائم کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کسی تقریب میں فرمایا کہ احمدیت قبول کرنے والوں نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے ذاتی لائبریریاں قائم کیں مثلاً محترم مہاشہ فضل حسین صاحب، محترم گیانی عباداللہ صاحب اور محترم گیانی واحد حسین صاحب۔ مگر علماء کو اس کام کی توفیق نہیں ملی۔ حضورؒ کے یہ ریمارکس مہمیز کا کام کر گئے اور آج ضرورت کی تمام کتابیں اور اخبارات وجرائد کے فائل سلطان لائبریری میں موجود ہیں۔ تعطیل کی وجہ سے خلافت لائبریری کے بند ہونے کے باوجود، حضرت مولوی صاحب کو حسب ضرورت حوالہ جات کے حصول اور فراہمی میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 اپریل 2010ء میں مکرم محمد افضل متین صاحب نے اپنے مضمون میں محترم مولوی دوست محمد شاہد صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب دور حاضر کے چوٹی کے عالم باعمل، فقیہ، مصنف، مورخ امام، مقرر، مناظر محقق، دانشور اور سچے عاشق رسولؐ تھے، صاحب عرفان اور اپنے مولیٰ کی محبت میں سخت بے کل اور مخمور بزرگ، فرشتہ سیرت وجود باجود تھے۔ ایسی عظیم ہستیاں ہی احمدیت کی عملی تصاویر ہوا کرتی ہیں۔

یوں تو آپ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے مگر بعض خوبیاں خاص طور پر خاکسار نے نوٹ کیں۔ آپ ہمیشہ عزت و احترام سے مخاطب ہوتے تھے خواہ کوئی چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ میاں صاحبزادے، جناب یا صاحب کے القاب ضرور ساتھ لگاتے۔

یہ 1992ء کا واقعہ ہے کہ عاجز نے ایک مرتبہ نماز فجر کے بعد مسجد مبارک میں آپ سے اپنی ایک خواب کا ذکر کیا تو خواب سنتے ہی آپ نے گلے لگا لیا اور بہت مبارک باد دی اور نہایت شفقت سے خواب کی تعبیر بیان کر کے چلے گئے۔ یہ تعبیر خدا کے فضل سے آئندہ چند سالوں میں من وعن پوری ہوگئی۔

آپ گزرتے ہوئے خواہ کوئی چھوٹا بچہ ہو یا بڑا ہمیشہ بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرتے۔

جب بھی کوئی آپ سے دفتر یا گھر میں ملنے آتا تو بلند آواز سے اہلاً وسہلاً ومرحبا کہتے اور نہایت خوشی کے جذبات سے ملتے۔ ملنے والا بعض اوقات پہلی مرتبہ مل رہا ہوتا تو خوش ہونے کے ساتھ حیران بھی ہوتا کہ میں تو مولانا صاحب سے پہلی مرتبہ مل رہا ہوں اور مولانا صاحب کے ملنے کا انداز بتاتا ہے جیسے وہ انہیں پرانے جاننے والے ہوں۔ یہ علامت شفاف دلوں کی ہوتی ہے۔ آپ کی طبیعت میں دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنے کا وصف بھی بہت نمایاں تھا۔ کوئی بھی اچھا کام کر کے آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپ سب کے سامنے کھل کر داد دیتے۔

آپ کی قبولیت دعا کے معجزات بھی دیکھے۔ آپ کی طبیعت میں عاجزی بہت تھی۔ کوئی کام کہنا ہوتا تو نہایت عاجزی سے درخواست کرتے۔ ایک مرتبہ مسجد مبارک میں نماز کے بعد کسی دوست نے نماز میں کسی غلطی کی طرف توجہ دلائی، شاید یہ دوست باہر سے کوئی مہمان آئے ہوئے تھے۔ مولانا صاحب فوراً کھڑے ہوئے اور سب کے سامنے توجہ دلانے والے کا بہت شکریہ ادا کیا، ممنون ہوئے اور معذرت کی۔

آپ کی زندگی میں نظم وضبط، ترتیب اور وقت کی پابندی کی بہت اہمیت تھی۔ جب ہسپتال میں داخل تھے تو باوجود بعض اوقات سخت نقاہت کے نمازوں کے اوقات کا انتظار رہتا۔ نماز کا وقت ہوتا تو تیار دار بھی محسوس کرتے کہ آپ کے نحیف جسم میں جان آگئی ہے اور خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ آپ لیٹے لیٹے نماز ادا کر لیتے لیکن کوشش ہوتی کہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکوں، اگر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو آپ سمجھتے اب صحت ہوگئی ہے۔ بس اب ہسپتال سے چلنے کی تیاری کرنی چاہئے۔ بہت زیادہ بیماری میں بھی عیادت کو آنے والے لوگوں سے نہایت خندہ پیشانی سے ملنے کی کوشش کرتے اور تکلیف زیادہ ہوتی تو خاموش رہتے ہوئے عیادت کرنے والے کی طرف دیکھ کر آنے والے کے مشکور ہو رہے ہوتے تھے۔

آپ بہت جلد ممنون ہو جاتے اور جزاکم اللہ کے الفاظ سے بار بار دہراتے آپ کی بیماری کے ایام میں جامعہ احمدیہ وغیرہ کے بعض طلباء کو آپ کی تیمارداری کی توفیق ملی۔ صحت پانے کے بعد آپ ان طلباء کے ہمیشہ ممنون ہی نظر آئے۔

مضامین تحریر کرتے ہوئے اختصار کا خیال رکھتے اور یہ بھی کہ احباب جماعت کے ایمان میں نمایاں اضافہ کرنے کا موجب ہوں۔

آپ نے ایک لمبا عرصہ خلافت لائبریری ربوہ میں بیٹھ کر تحقیق وتاریخ کا بابرکت اور عظیم الشان کام کیا۔ اس دوران بیسیوں دیگر علمی کام بھی جاری رہتے۔ آپ نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ خدمت دین میں مصروف رکھا اور تائیدات الٰہیہ آپ کے کام میں واضح شامل حال نظر آتیں۔

آپ کی شخصیت کا بھی ایک خاص رعب تھا۔ آپ کی تلاوت کی آواز بھی ایک خاص طرز کی تھی جو سوز وگداز سے پُر اور بلند ہوا کرتی تھی۔ آپ کا خاص لب ولہجہ ہی آپ کی پہچان تھا۔ تقریر کا انداز بہت شاندار تھا۔ اپنی تقاریر میں خلافت سے محبت اور اس کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات کا بہت اظہار فرماتے۔ آپ ایک درویش منش، سادہ لوح، قانع اور خلافت احمدیہ سے سچی محبت کرنے والے جماعت احمدیہ کے حقیقی ترجمان تھے۔ آپ کا لباس اور انداز خلافت احمدیہ سے محبت کا عملی ثبوت تھا۔

رمضان المبارک کے مہینے میں 26 اگست 2009ء کو اپنی ڈھلی ہوئی پاکیزہ روح لئے اپنے محبوب خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
14th June 2013 – 20th June 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 14th June 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoor's Tour Of Scandinavia: Features Huzoor's arrival in Norway.
02:10	Japanese Service
02:30	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 23/09/ 1996
03:35	Kasre Saleeb
04:15	Azeemu Shaan Inqelab
04:55	Liqa Maal Arab: Rec. on 29th October 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tour Of Scandinavia: A series of programmes documenting Huzoor's visit to Scandinavia in 2005.
07:35	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi (saw)
13:55	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
14:05	Yassarnal Qur'an
14:30	Shotter Shondhane
15:35	Husn-e-Biyan: A quiz programme based on poetry from Durre-Sameen, Kalaam-e-Mahmood and Kalaam-e-Tahir.
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Huzoor's Tour Of Scandinavia [R]
19:10	Real Talk
20:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 15th June 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tour Of Scandinavia
01:45	Husn-e-Biyan
02:15	Friday Sermon: Recorded on 14th June 2013
03:25	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: recorded on 2nd October 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on 7th September 2012
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Part 1, recorded on 8th December 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on 14th June 2013
12:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:25	Al Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Shotter Shondhane
15:15	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al Tarteel
18:05	World News
18:30	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday 16th June 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address
02:40	Story Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on 14th June 2013
04:10	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: recorded on 03/10/1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Rec. 05/03/2011
08:10	Faith Matters
09:00	Question and Answer Session: Rec. 14/11/1998
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 27th July 2012.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon: Recorded on 14th June 2013
14:10	Bengali Reply To Allegation
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
16:20	Kasauti
17:00	Beacon Of truth
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
19:35	Real Talk
20:40	Attractions Of Canada: Part 2 of a documentary which takes you on a journey to Alaska, the largest state of the United States by area.
21:05	Persecution Of Ahmadies
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 17th June 2013

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:25	Attractions Of Canada
02:50	Friday Sermon: recorded on 14th June 2013
03:50	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Rec. 29/10/1996
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al Tarteel
07:10	Huzoor's Tour Of Germany: Featuring Huzoor's visit to Schwetzinger and Heidelberg Castles, Germany.
08:00	International Jama'at News
08:35	Braheen-e-Ahmadiyya
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, Recorded on 8th June 1998.
10:10	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon recorded on 29th March 2013.
11:15	Tamil Service
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:10	Insight
12:35	Al Tarteel
13:10	Friday Sermon: Recorded on 21st August 2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Tamil Service
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:25	Huzoor's Tour Of Germany [R]
19:25	Real Talk
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Friday Sermon [R]
23:25	Tamil Service

Tuesday 18th June 2013

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30	Insight
00:50	Al Tarteel
01:25	Huzoor's Tour Of Germany
02:30	Kids Time
03:00	Friday Sermon
03:50	Tamil Service
04:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 30/10/1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on 7th September 2012
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Attractions Of Australia: A documentary about the Carnival of flowers 2004 in Australia.
09:00	Question and Answer Session: Rec. 14/11/1998
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Translation of Friday Sermon recorded on 14th June 2013.
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Spanish Service
15:55	Aao Kahani Sunain
16:35	Seerat-un-Nabi
17:05	Noor-e-Mustafwi
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 14th June 2013.
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Aao Kahani Sunain
21:45	Attractions Of Australia
22:15	Seerat-un-Nabi
22:45	Noor-e-Mustafwi
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 19th June 2013

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana UK Address
02:15	Noor-e-Mustafwi
02:30	Attractions Of Australia
03:00	Aao Kahani Sunain
03:55	Seerat-un-Nabi
04:50	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 31st October 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel
07:05	Jalsa Salana Canada Address: Recorded on 8th July 2012.
08:10	Real Talk
09:10	Question and Answer Session: Part 1, recorded on 8th December 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:25	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on 07/09/2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:00	Faith Matters
16:50	Maidane Amal Ki Kahani
17:30	Al Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30	Real Talk
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:10	Maidane Amal Ki Kahani
21:50	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan

Thursday 20th June 2013

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Canada Address
02:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
03:10	Khilafat-e-Rashda
04:05	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 05/11/1996.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tour Of Singapore: featuring the Friday sermon at Masjid Taha and Huzoor's visit to a night safari park, Sentosa Island and departure for Sydney, Australia in 2006.
07:50	Beacon of Truth
08:55	Tarjamatul Qur'an class: Rec. 24/09/1996
10:05	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15	Yassarnal Qur'an
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on 14th June 2013.
15:05	Kasre Saleeb
15:35	Maseer-E-Shahindgan: A Persian Programme
16:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:25	Huzoor's Tour Of Singapore
19:15	Faith Matters
20:15	Azeemu Shaan Inqelab
20:55	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:05	Kasre Saleeb
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 20 | Friday 07 June, 2013 | Issue No. 23

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر88)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں اِن خشک دل لوگوں کو خوفِ کردگار
یا الٰہی اِک نشاں اپنے کرم سے پھر دِکھا
گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذّب ہوں خوار
(درثمین اردو، صفحہ:155)

قارئین الفضل کے لئے Persecution Report بابت ماہ جنوری 2013ء سے چند واقعات کا خلاصہ درج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

احمدیوں کے پرنٹنگ پریس پر مولویوں اور پولیس کا دھاوا

......**لاہور: 7جنوری** کی شام 6 بجے پولیس نے بلیک ایرو نامی پرنٹنگ پریس پر چھاپہ مارا۔ اس پریس کے احمدی مالک کے علاوہ موقع پر موجود تین احمدیوں کو بھی گرفتار کر لیا نیز پریس کے 6 غیر احمدی ملازمین کو ساتھ بٹھایا اور تھانہ انارکلی منتقل کر دیا۔ نصف شب کے قریب غیر احمدی ملازمین کو چھوڑ دیا۔ البتہ امام الزمان کو ماننے کی پاداش میں مذکورہ بالا چار احمدی تادم تحریر پابند سلاسل ہیں اور مولویوں کی طرف سے ان کی رہائی میں روکیں پیدا کرنے کے لئے ہر ناجائز طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

تھانہ انارکلی کے بعد ان احمدیوں کو تھانہ اسلام پورہ منتقل کیا گیا اور ان کے خلاف PPC 295-B اور PPC 298-C اور PPO 24/A کی دفعات کا پرچہ کاٹا گیا۔ اب اگر خدانخواستہ کسی جج نے جرأت نہ دکھائی اور شیطانوں کا یہ ٹولہ اسی طرح دندناتا رہا اور مذکورہ بالا دفعات کے تحت سزا سنا دی گئی تو یہ چاروں احمدی باقی ماندہ زندگی جیل سے باہر قدم نہیں رکھ پائیں گے۔ اور جرم!! قتل؟ ڈاکہ؟ بغاوت، دہشت گردی؟ نہ نہ اسلامی جمہوریہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنے کا جرم عظیم!

پولیس نے مولوی کی مدد سے اتنی منظّم کارروائی کی کہ پریس کے باہر موجود ایک ویگن بھی پکڑ لی جس میں احمدی بچوں کا ماہنامہ رسالہ اور ہومیوپیتھی کی کتب تھیں۔ مندرجہ ذیل احمدی بھائی اسیری کے دن کاٹ رہے ہیں:

(1) مکرم مؤید ایاز صاحب (مالک پریس)۔
(2) مکرم عصمت اللہ صاحب (گاڑی کا مالک۔ آپ تیار شدہ مطبوعات لینے کے لئے پریس گئے تھے)۔
(3) مکرم رضاء اللہ صاحب۔
(4) مکرم غلام اللہ صاحب۔

پریس پر چھاپہ کی شام تقریباً ساڑھے پانچ بجے چند مولوی پریس میں آئے اور فون پر پولیس کو اطلاع کی جس پر پولیس اہلکار گولی کی رفتار سے پہنچ گئے اور ساتھ ہی درجنوں مولویوں کے جتھے بھی آن دھمکے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سب کچھ ایک لمبی تیاری اور تنظیم سے کیا جا رہا ہے۔ الغرض ان مولویوں نے دباؤ ڈال کر مقدمہ درج کروایا۔ اس میں دفعات شامل کروائیں، ہر پیشی پر عدالت کے باہر جمع ہو کر بدامنی پھیلائی اور یوں یہ احمدی تاحال پابند سلاسل ہیں۔

......**پشاور، 30 جنوری:** مکرم مفاد احمد ابن مکرم مراد احمد صاحب کو شام چھ بجے اپنے گھر واقع حیات آباد سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ مغوی کی عمر محض 15 برس ہے اور وہ مکرم ڈاکٹر ارشاد احمد خان صاحب سابق امیر ضلع پشاور کا بھتیجا ہے۔ اس احمدی بچہ کو قبل ازیں بھی اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ صوبہ بھر میں احمدیوں کا اغوا معمول بن چکا ہے۔

......**چونیاں، ضلع قصور، 14 جنوری:** آئی سی ایس پارٹ ون کے طالب علم مکرم احمد جمال صاحب ابن مکرم ملک محمد رفیع صاحب کو ساتھی طالب علموں نے فون پر کھلی دھمکیاں دیں تو یہ نوجوان دو دن کالج نہ گیا۔ پھر بعد میں بعض ہمدردوں کے مشورہ پر بات چیت کی راہ نکالی گئی لیکن کالج کی فضا بدل چکی تھی کیونکہ کج روی کے ماہرین نے طلباء کے باہمی معمولی جھگڑے میں خاطر خواہ نتائج نہ دیکھتے ہوئے مکرم احمد جمال پر توہین کا الزام دھر دیا اور پھر ثالثی کمیٹی کا فیصلہ بھی مفید مطلب نہ پا کر احمد جمال کے کالج سے اخراج پر زور دینا شروع کر دیا۔ کالج کے پرنسپل نے مذہبی دیوانوں کو لگام دینے کی بجائے بیک قلم اس احمدی نوجوان کو کالج سے خارج کر دیا۔ مگر معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ شرپسندوں نے کامیابی کا مزہ چکھ لیا تھا۔ یہ ٹولہ جلوس کی شکل میں چونیاں آ کر مکرم احمد جمال صاحب کے گھر کے باہر جمع ہوتے اور نعرے بازی کرتے رہے۔ ان کا نیا مطالبہ تھا کہ اس احمدی کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ یہ احمدی گھرانہ ترک سکونت کر کے کسی اور جگہ منتقل ہو چکا ہے۔ اس بدامنی کی وجہ سے مکرم محمد رفیع صاحب کے باقی بچوں کا تعلیمی سلسلہ رک چکا ہے بلکہ تمام اہل خانہ خوف و ہراس کے سایہ میں جی رہے ہیں۔ پولیس کی طرف سے مظلوم خاندان کو حفاظت وتعاون صفر ہے۔

......**ڈاہرانوالی ضلع حافظ آباد** میں مکرم ثناء اللہ صاحب کو وفات کے اگلی شام دفن کیا گیا مگر شیطان صفت لوگوں نے ان کی میت قبر سے نکال کر باہر پھینک دی تھی۔ اسی طرح پیرو ضلع جھنگ میں بھی 11 جنوری کو مقامی مشترکہ قبرستان میں ایک احمدی مکرم محمد سرور صاحب کی تدفین روک دی گئی بصورت دیگر قبر سے میت نکال کر باہر پھینک دینے کی دھمکی دی۔ مجبوراً اس احمدی مرحوم کو دوسری جگہ جا کر دفن کیا گیا۔

......**اورنگی ٹاؤن، کراچی۔ 13 جنوری:** مقامی احمدیہ مسجد کی بیرونی دیوار پر تین نامعلوم افراد نے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت دل آزار تحریر لکھنی شروع کی اور مسجد کا دروازہ بھی کھٹکھٹایا۔ اندر ڈیوٹی پر موجود خدام نے مسجد کا گیٹ تو نہ کھولا البتہ فون پر پولیس کو اطلاع کر دی۔ پولیس کی آمد تک یہ شرپسند فرار ہو چکے تھے۔ اسی دوران دہشتگردی کی وجہ سے کالعدم قرار پانے والی تنظیم سپاہ صحابہ کا انچارج ڈاکٹر فیاض بھی پہنچ گیا اور دیوار پر درج تحریر سے لاتعلقی ظاہر کی حالانکہ اس شخص کا لب ولہجہ بھی مشکوک تھا۔ نیز مسجد کی دیوار پر گندہ پیغام لکھ کر نیچے ''منجانب تحریک ختم نبوت'' بھی درج تھا۔ جب پاکستانی مولوی ہزاروں کے مجمع میں بھی اور ٹی وی کی سکرینوں پر بھی لائیو (Live) جھوٹ بول سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں؟

......**لاہور، 19 دسمبر:** پنجاب حکومت کو چاہئے کہ پولیس افسران کی فہرست میں مولوی کا عہدہ بھی شامل کر ہی لے، خواہ مخواہ مولوی کو سائل بننا پڑ رہا ہے۔ مثلاً تھانہ ریس کورس کے سپاہیوں نے دوپہر کے وقت بلال ہومیو پیتھک ڈسپنسری پر چھاپہ مارا۔ یاد رہے کہ اس دواخانہ کا مالک اور زیادہ تر ملازمین احمدی ہیں۔ پولیس نے بتایا کہ مولوی حسن معاویہ نے شکائت لکھوائی ہے کہ یہ ڈسپنسری احمدیوں کی ہے اور اس میں قرآنی آیات درج ہیں اور یہاں علاج کے لئے آنے والوں کو تبلیغی پمفلٹس تقسیم کئے جاتے ہیں۔

پولیس نے ڈسپنسری کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی بھی قابل اعتراض مواد نہ ملا، البتہ جاتے جاتے ملازمین کو حکم دے گئے کہ دوکان کے باہر آویزاں بورڈ پر درج ''ھوالشافی'' مٹا دیا جائے۔ اسماء باری تعالیٰ سے بھی دشمنی؟؟

......**ربوہ، 20 جنوری:** اطلاع ملی کہ قبرستان عام کے قریب چند مولویوں نے ایک عمارت کی تعمیر کا کام شروع کر رکھا ہے۔ موقع پر پہنچ کر دیکھا گیا تو یہ لوگ دو بڑے ہال کمروں کی دیواروں کی دو دو فٹ تک چنائی بھی کر چکے تھے۔ پولیس کو اطلاع کی گئی مگر تعمیراتی کام جاری رہا۔ بالآخر پولیس نے کارروائی کر کے کام رکوایا اور مولویوں کو کہا کہ یہ زمین خواہ احمدیوں کی ہو یا حکومت کی ملکیت۔ آپ لوگوں کو یہاں مدرسہ بنانے کی اجازت بالکل نہیں ہے۔

......**لاہور:** مولوی محمد حسن معاویہ نے تھانہ سمن آباد میں مکرم عاطف احمد صاحب کے خلاف عرضی دی ہے کہ اس کے خلاف 298B/C کا مقدمہ درج کیا جائے کیونکہ اس نے مجھے جماعت احمدیہ کی مطبوعات دی تھیں۔ معلوم پڑتا ہے کہ یہ مولوی بے روزگاری سے تنگ آ کر کسی فسادی تنظیم کا ممبر بن گیا اور احمدیوں کے خلاف کرائے کا گواہ بن کر شہر میں کھلا پھر رہا ہے۔ رپورٹ زیر نظر میں یہ مولوی لاہور کے متفرق مقامات پر احمدیوں کے خلاف درج تین مقدمات میں مذکور ہے۔

ایس ایچ او نے مولوی کی طینت سے واقفیت اور شکائت کی نوعیت کو بھانپ کر جھوٹا مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا جس پر یہ مولوی اپنے بھائی بندوں کے پاس واپس گیا اور مزید مشورہ کے بعد عدالت کا رخ کیا گیا۔ اب ملک میں نہ تو عدالتیں آزاد ہیں اور نہ ہی وکلاء کا کوئی اخلاقی معیار۔ وہ بار کونسل جو شیزان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی قراردادیں پاس کرنے لگ جائے وہاں اخلاقیات اور اقدار کی تلاش عبث ہے۔

الغرض سماعت کے دن چوہدری صفدر علی بھٹی ایڈیشنل سیشن جج نے مولوی کی بات سن کر متعلقہ ایس ڈی پی او کو حکم دیا کہ ذاتی طور پر انکوائری کرے اور اگر معاملہ قابل غور ہے تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ (پاکستان میں کونسا قانون؟)

قصہ مختصر مورخہ 2 فروری کو ایس ایچ او نے مکرم عاطف احمد صاحب کے خلاف PPC 298-C کا مقدمہ درج کر لیا ہے۔

......**سرگودھا:** شبان ختم نبوت لکڑ منڈی نے احمدیوں کے خلاف نفرت اور اشتعال سے بھرا ایک دو ورقہ شائع کیا ہے جو سراسر فساد اور شرارت کا پیش خیمہ بن سکتا ہے کیونکہ اس پر 77 احمدیوں کی دوکانوں، کاروباروں اور کام کی جگہوں کے ایڈریس درج ہیں۔ احمدی وکلاء، ڈاکٹروں، صنعتکاروں حتی کہ سرکاری ملازمین کے نام بھی درج ہیں۔ اگر ملک عزیز میں قانون موجود ہے تو یہ پمفلٹ PPC 153-A کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مگر سرکار نے تاحال ان مفسدوں کو روکنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔

قبل ازیں فیصل آباد میں بھی اسی طرح کے پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کئے گئے تھے اور پھر درجنوں مقامات پر احمدیوں کی شہادتیں اور املاک کو نقصان پہنچانے کی وارداتیں سامنے آئی تھیں۔

مذکورہ بالا پمفلٹ اپنی زبان اور پیغام کے لحاظ سے تمام شریفانہ اصول وضوابط سے یکسر متصادم ہے نیز اس پر درج ہے کہ ربوہ میں قائم قادیانیوں کے ہسپتال طاہر ہارٹ سینٹر سے علاج کروانا مذہبی لحاظ سے ممنوع ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

اس پمفلٹ پر رابطہ کرنے کے لئے متعدد فون نمبر اور کارکنان کے اسماء بھی درج ہیں۔ مگر سرکار پاکستان کسی بھی مولوی سے باز پرس کرنے کی اہلیت ہی کھو چکی ہے۔

......ربوہ میں احمدیوں کی پچانوے فیصد آبادی ہونے کے باوجود ان کی تربیتی، تعلیمی سرگرمیوں پر پابندی ہے لیکن شرپسند طبقہ اردگرد کے دیہات سے یہاں موقع، بے موقع جمع ہو کر گندی گالیاں نکالتا ہے اور شہر میں شرفاء کی آمدورفت اور کاروبار زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس دفعہ بھی 12 ربیع الاول کے نام پر مفسدہ پرور لوگ تین جگہوں پر جمع ہوئے اور پھر جلوسوں کی شکل میں شہر میں پھر کر گالم گلوچ، نعرے بازی اور حق دشمنی کرتے رہے۔

(باقی آئندہ)